مولانا عبدالرحمٰن فاضل دیوبند

فوز المرام

فی قراءة فاتحة خلف الإمام

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر
جمعیۃ منزل، بربرشاہ، سری نگر - ۱۹۰۰۰۱

لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ خَلْفَ الْاِمَامِ

جس شخص نے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اسکی نماز نہیں ہوئی (الحدیث)

فَوْزُ الْمَرَام

فی قرأۃ

فَاتِحَۃ خَلْفَ الْاِمَام

حضرت العلام مولانا عبدالرحمٰن فاضل دیوبند

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر

جمعیۃ منزل بربرشاہ، سری نگر۔ ۱۹۰۰۱ (کشمیر)

مفت برائے تقسیم

کتاب : فوز المرام فی قراءۃ فاتحہ خلف الامام

اشاعت : دسمبر ۱۹۹۶ء

ناشر : سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ
جموں و کشمیر

مطبع : فوٹو آفسٹ دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مری انتہائے نگارش یہی ہے
تیرے نام سے ابتدا کر رہا ہوں

باری تعالیٰ کا حکم

مسلمان بھائیو! کچھ قرآن کریم پر غور کرو،

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:-

اِن تنصروا اللہ ینصرکم

(القرآن)

اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے

اللہ تمہاری مدد کرے گا۔

اتّباع سیّد الرسلؐ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم
فداہ ابی وامی علیہ الصلوٰۃ والسلام

سدا اہل تحقیق سے دل میں بل ہے
حدیثوں پہ چلنے سے دین میں خلل ہے

فتاووں پہ بالکل مدار عمل ہے
ہر اک رائے قرآں کا نعم البدل ہے

کتاب و سنت کا ہے نام باقی
خدا اور نبیؐ سے نہیں کام باقی

باری تعالیٰ کا حکم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَقَدۡ اٰتَیۡنٰکَ سَبۡعًا مِّنَ الۡمَثَانِیۡ پ ۱۴ ع ۴

اور ہم نے تم کو سات (آیتیں) دیں جو (نماز میں) دہرا کر پڑھی جاتی ہیں)

سات آیات والی سورۃ سے مراد سب علماء کے نزدیک سورہ فاتحہ ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے مثانی کہا ہے۔ معنی یہ ہے کہ مکرر پڑھی جانے اور مکرر پڑھے جانے کا مطلب ہے جو ہر نماز میں پڑھی جاتی ہے۔ (یہی ہے سورۃ فاتحہ)

علامہ سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ قطعاً ثابت نہیں کہ آپؐ نے ایک نماز بھی سورہ فاتحہ کے بغیر پڑھی ہو۔ (اتقان)

سیّدُ الرُّسل

سرورِ کائنات رہبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

کا

فرمان

لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ

بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ خَلْفَ الْاِمَامِ

(بیہقی شریف)

فرمایا سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے غافل مسلمانو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر
سخنہائے گفتنی	۱۰
تقریظ مولانا محمد یوسف صاحب انور	۲۴
تقریر حضرت العلام مولانا حافظ عبد القادر روپڑی	۲۶
پیش لفظ	۲۸
ارشاد باری تعالیٰ	۳۰
امام ابو حنیفہؒ کا فیصلہ	۳۱
مسئلہ فاتحہ خلف الامام پر دس حدیثیں	۳۳
فتاویٰ و آثار صحابہؓ	۳۹
حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت	۳۹
حضرت علیؓ کی شہادت	۳۹
عائشہ صدیقہؓ کی شہادت	۳۹
حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی شہادت	۴۰
ابی ابن کعبؓ کی شہادت	۴۰
حضرت ابو ہریرہؓ کی شہادت	۴۰
حضرت ابو سعیدؓ کی شہادت	۴۱
عبد اللہ بن مغفلؓ کی شہادت	۴۱
عمران بن حصینؓ کی شہادت	۴۱
حضرت ابن عباسؓ کی شہادت	۴۲
ہشام بن عامر کی شہادت	۴۲
حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی شہادت	۴۲
حضرت حذیفہؓ کی شہادت	۴۳
حضرت انس بن مالکؓ کی شہادت	۴۳
حضرت ابو الدرداءؓ کی شہادت	۴۳
حضرت جابر بن عبد اللہؓ کی شہادت	۴۳
حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی شہادت	۴۴
صحابہؓ کے اجماع کی شہادت	۴۴
حضرت عروہؓ کی شہادت	۴۴
فاتحہ خلف الامام اور تابعین کا مسلک	۴۹
امام احمد بن جبیرؓ کا فتویٰ	۴۵
امام مکحولؒ کا فتویٰ	۴۶
امام ابو سلمہؒ کا فتویٰ	۴۷
امام بخاریؒ کی شہادت	۴۸
عبد اللہ بن مبارک کے شاگرد کا فتویٰ	۴۸

عنوان	صفحہ نمبر
امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کا فتوے	۴۹
امام شافعیؒ کا مسلک	۴۹
امام ابو حنیفہؒ کا مسلک	۵۰
مسلک امام احمد بن حنبلؒ	۵۰
مسلک امام مالکؒ	۵۰
محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانیؒ کا فتوے	۵۱
قرآن مجید سے سورۃ فاتحہ پڑھنے کا ثبوت	۵۲
حنفیہ کے دلائل کا جواب	۵۳
حنفیوں کے قیاسی اعتراضات	۵۷
حنفی محققین علماء کا فتویٰ	۵۸
امام ابو حنیفہؒ کے استاد حضرت حمادؒ کا فتوے	۵۹
امام ابو حنیفہؒ کا فتوے	۵۹
ملاں جیونؒ حنفی کا فتوے	۶۱
شاہ ولی اللہؒ کے والد کا فتویٰ	۶۱
مجدد الف ثانیؒ کا فتویٰ	۶۲
مولانا عبد الحیؒ کا فتویٰ	۶۳
مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا فتویٰ	۶۴
مولانا انور شاہؒ اور مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کا فتویٰ	۶۵
مخدوم جہانیاںؒ کا فتویٰ	۶۵
حضرت نظام الدینؒ اولیاء کا فتویٰ	۶۶
حنفیوں کی ایک اور دلیل اور اس کا جواب	۶۷
ایک غلط فہمی کا ازالہ	۷۰
رکوع کی رکعت	۷۵
راولپنڈی میں مناظرہ کیوں نہ ہوا	۸۲

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَ
الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ

سخنہائے گفتنی

فوز المرام فی قرأۃ فاتحہ خلف الامام ایک مختصر کتاب فاتحہ خلف الامام پر قرآن و حدیث کی روشنی مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی کے لئے تحریر کی گئی ہے۔ مصنف مفکر اسلام شیخ التفسیر حضرت العلام مولانا عبد الرحمٰن فاضل دیوبند ہونے کیساتھ خوش قسمتی سے اہلحدیث ہیں جستہ جستہ دیکھنے کا موقع ملا۔ جس میں مولانا موصوف نے بروقت قلم اٹھا کر عوام الناس کی رہنمائی فرمائی ہے۔

آج تک پوری امت مسلمہ اس بات پر متفق ہے کہ شمع رسالت سرور کائنات رہبر اعظم نبی آخر الزمان ختم الرسل خیر البشر سید العرب والعجم محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے حبیب خدا فداہ ابی و امی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو چکا ہے اور جو شخص آپؐ کے بعد نبوت کا دعوٰے کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

اَنَا آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ آخِرُ الْاُمَمِ۔ (رواہ ابن ماجہ)	میں سب انبیاء میں سے آخری نبی ہوں اور تم سب امتوں میں سے آخری امت ہو۔

خاتم الانبیا سرور کائنات رہبر اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھ پر آخری کتاب قرآن مجید نازل ہوئی یہ آخری کتاب ہے اور

میرے بعد کوئی نیا نبیؐ نہیں اور تمہارے بعد کوئی نئی اُمت نہیں۔ میں آخری نبیؐ ہوں تم آخری امت ہو آپؐ کی زبان مبارک پر اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ۔ کا ارشاد ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

شمع کائناتؐ رہبر اعظمؐ کے ہاتھ پر اسلام کی تکمیل ہوگئی

سید الکونین رہبر اعظمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبۂ حج سے فارغ ہونے کے بعد حضرت جبرئیلؑ وہیں تکمیل دین اور اتمام نعمت کا تاج لے کر آئے

اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ پ ۵

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا تم پر اپنی نعمت مکمل کر دی اور دین اسلام پر اپنی رضامندی کی مہر لگا دی۔

یہ آیت کریمہ ۹ ذی الحج ۱۰ھ کو میدان عرفات میں جمعۃ المبارک کے دن بعد دوپہر نازل ہوئی۔ معلوم ہوا اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد اسلام مکمل ہو گیا لہٰذا اب کسی دیگر دستور کی ضرورت نہیں ہے۔

سید الثقلین رہبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے قرآن کو اپنے عمل کے ساتھ لوگوں کے سامنے پیش کیا۔

حضورؐ کا عمل بالقرآن ہے

جب سرور کائنات رہبر اعظم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دینِ اسلام مکمل ہو چکا ہے تو ہمارے لئے آنحضرتؐ کی زندگی اور آپ کی تعلیمات ہی سرمایہ حیات اور حرز جان ہونی چاہیئے حضور کے مقابلے میں کسی امام، مجتہد، ولی یا عالم دین کا قول ہیچ ہوگا۔

سرورِ کائناتؐ رہبرِ اعظمؐ کی اُمت کو وصیت

حضرت مالک بن انسؓ سے مروی ہے، سید الرسل شمعِ رسالتؐ فرماتے ہیں کہ اسلام صرف قرآن و حدیث کا نام ہے۔

تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ۔
(موطا امام مالک)

میں نے تم میں (اے امت) دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک تم ان دونوں چیزوں کو پکڑے رکھو گے ہرگز گمراہ نہ ہوں گے (وہ دو چیزیں) اللہ کی کتاب و سنت ہیں۔

ہم کو کافی ہیں دو ہادی ہدایت کیلئے
ایک قرآن دوسرا ہے سنت خیر الوریٰ

علماء و مشائخ کو رب بنانا

اللہ تعالےٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے۔ یہود اور نصاریٰ کی اندھی تقلید کا ذکر کر کے مسلمانوں کو خوب سمجھایا ہے۔

اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللهِ۔
(سورہ توبہ پ ۱۰ ع ۱۱)

ٹھہرا لیا (یہودیوں اور عیسائیوں نے) اپنے مولویوں اور درویشوں کو رب اللہ کے سوا۔

عدیؓ بن حاتم طائی نے اس آیت کریمہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یہود اور نصاریٰ نے اپنے علماء اور مشائخ کو کس طرح اللہ تعالےٰ کے سوا رب بنا لیا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

كَانُوْا اِذَا اَحَلُّوْا لَهُمْ شَيْئًا اِسْتَحَلُّوْهُ وَ اِذَا

یہودیوں اور عیسائیوں کے عالم و درویش جب کسی چیز کو لوگوں کیلئے

حَرَّمُوا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوهُ۔
(ترمذی شریف)

(صرف زبان سے بلا دلیل) حلال کہہ دیتے تھے (اندھا دھند) حلال مان لیتے تھے اور جب کسی چیز کو لوگوں کیلئے حرام کہہ دیتے تھے تو لوگ حرام مان لیتے تھے۔

یہود اور نصاریٰ نے اپنے بزرگوں۔ پیروں اور مشائخ حضرات کو اللہ تعالیٰ کے سوا ان کو رب بنا رکھا تھا۔ عالموں اور درویشوں کے حرام و حلال میں ان کی تقلید کرتے تھے مگر بُرا ہو اس تقلید کا کہ اس کی زد میں آکر ہمارے دوست بہک گئے۔ فقیہانِ حرم بے توفیق نفس پرستی میں آکر عوام الناس کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

کرو دوستو دل سے اطاعت نبیؐ کی
نہیں فرض تقلید تم پر کسی کی
جہاں خود سید الکونینؐ کی موجود سنت ہے،
وہاں غیروں کے قول و رائے پر چلنا ضلالت ہے،
رسول اللہ کے ساتھ اس مقلد کو بغاوت ہے،
نہیں وہ اہلسنت بلکہ شرک فی الرسالت ہے

مقلد بھائیوں کی خدمت میں عظیم خیر خواہی اور ہمدردی سے عرض کرتے ہیں کہ پیغمبرِ خدا کی طرح ائمہ کرامؒ معصوم نہیں ہیں کیوں کہ ان کو وحی کنٹرول نہیں کرتی۔ اس لئے خطا کا ضرور امکان ہوتا ہے۔ کیوں کہ سرورِ کائنات رہبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اللہ تعالیٰ کی وحی ہے۔ قرآن و حدیث پر عمل کرنا دنیا اور آخرت کی ترقی کا سبب ہے ـــــ مگر حنفی دوستوں نے حدیث نبویؐ کو ترک

کر کے امتی کے قول کو اپنے گلے کا ہار بنا لیا ہے۔ فقہ حنفیہ کی کتابوں میں تقلید کی تعریف کیا ہے۔

تقلید کی تعریف

اپنے امام اور مجتہد کے قول کو بلا دلیل حجت تسلیم کرنا تقلید کہلاتا ہے۔ مقلد نہ خود تحقیق کر سکتا ہے اور نہ وہ تحقیق پر غور کر سکتا ہے۔

فَلَعْنَةُ رَبِّنَا اَعْدَادَ رَمْلٍ عَلٰی مَنْ رَدَّ قَوْلَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ۔ (کتاب شامی)	اس شخص پر ہمارے رب کی لعنتیں ریت کے ذروں جتنی جو امام ابو حنیفہؒ کا قول رد کر دیتا ہے اور نہیں مانتا۔

مقلد کی دلیل اس کے مجتہد (امام) کا قول ہے نہ وہ خود تحقیق کر سکتا ہے اور نہ اپنے امام کی تحقیق پر غور کر سکتا ہے۔

؎ شہرت کے یہ حریص ہیں عزت سے نہیں کام
بد نام اگر نہ ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

راہ خدا سے بھٹکے ہوئے لوگ قیامت کے دن واویلا کرینگے

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ۔ پ ۱۹ ع ۱	اور جس دن ناعاقبت اندیش ظالم لوگ اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھائیں گے اور کہیں گے
يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا۔ پ ۱۹ ع ۱	کہ اے کاش میں نے پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ راستہ اختیار کیا ہوتا۔
يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِي لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا	ہائے شامت کاش میں نے فلاں شخص

خَلِیۡلًا۔ پ ۱۹ ع ۱	کو دوست نہ بنایا ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ظالم لوگوں کا ذکر کیا ہے جو لوگ قیامت کے دن واویلا کریں گے اور اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھائیں اور کہیں گے اے کاش میں نے اس دنیا میں سید الرسل خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ اختیار کی ہوتی۔ انسان قیامت کے دن کہے گا ہائے میری شامت سبیل رسولؐ نہ پکڑنے کے سبب آج مجھے اللہ تعالیٰ نے گرفتار کر لیا ہے

قیامت کے دن دنیا کی تمام حکومتیں ختم ہو جائیں گی اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں اور زمین کو بائیں ہاتھ میں لپیٹ کر فرمائے گا میں ہوں بادشاہ اور میں ہوں بدلہ دینے والا، اور کہاں ہیں دنیا کے جبار اور قہار لوگ جو دنیا میں دھوکہ دیتے تھے، اے ایمان والو بزرگوں اور اماموں کے تمام راستے چھوڑ کر راہِ رسولؐ اختیار کرو،

سید الرسلؐ خیر البشرؐ رہبر اعظمؐ کی عظیم دعوت

سید العرب والعجم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس راہ پر میں چل رہا ہوں، اسی راستہ پر چلنے کے لئے تم کو دعوت دیتا ہوں۔

قُلۡ هٰذِهٖ سَبِیۡلِیۡۤ اَدۡعُوۡۤا اِلَی اللّٰهِ ۔ پ ۱۳ ع ۶	کہہ (اے پیغمبرؐ اسلام) یہ راہ میری (توحید کی) پکارتا ہوں میں (اس راہ سے تم کو طرف اللہ کی)

۵ راہ سنت پہ چلا جا تو اے سالک بے دھڑک
جنت الفردوس کو جاتی ہے سیدھی یہ سڑک

سرور کائنات آفتاب رسالت رہبر اعظمؐ کا فرمان

سید الثقلین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجات پانے والی

جماعت میرے اور اصحابؓ کے طریقہ پر چلے گی۔

مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ	جس راہ پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں

سیّد الرسل رہبر اعظمؐ سے آگے نہ بڑھو

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (پ۲۶ سورۃ حجرات)	اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے نہ بڑھو۔

۵ ہم اہل حدیث ہیں برادر ✣ ہے فرمان محمد ہمارا رہبر
ہر مکر سے پاک و دور ہیں ہم ✣ اور کذب سے نفور ہیں ہم
بھاتی نہیں ہم کو حیلہ سازی ✣ آتی نہیں ہم کو جعل سازی

مسلک اہلحدیث مسلمان بھائیو! ہماری نجات کس میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو قبول کرنے میں۔

وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا۔ پ۲۸ ع۳	اور جو دے تم کو پیغمبر پس لے لو اور جس سے رو کے پس رُک جاؤ۔

اتّباع سید الکونین رہبر اعظمؐ

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْ بَدَا لَکُمْ مُوْسٰی فَاتَّبَعْتُمُوْہُ وَتَرَکْتُمُوْنِیْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِیْلِ (مشکوٰۃ شریف ۳۲)	خدا کی قسم اگر حضرت موسیٰ آجائیں اور تم انکی پیروی کرو اور مجھ کو چھوڑ دو تو سیدھے راستے سے گمراہ ہو جاؤ گے۔

سید الرسل کا فرقہ بازوں سے کوئی تعلق نہیں

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے دین میں فرقہ ڈالا تیرا ان سے کوئی سروکار نہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَكَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ (پ ۸)

(اے پیغمبر اسلام) جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور ہو گئے فرقے فرقے۔ تیرا ان سے کچھ سروکار نہیں۔

اس آیت کریمہ نے صاف بتا دیا کہ فرقوں کے ساتھ پیغمبر اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ سروکار نہیں۔ فرقہ والو۔ توبہ کرو فرقہ بندی سے اور اپنی نسبت سید الرسل رہبر اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قائم کرو۔ (اعتقاداً اور عملاً بھی)

سرور کائنات شمع رسالت رہبر اعظم کا فیصلہ

سید الکونین فرماتے ہیں سب سے بڑا فتنہ رائے اور قیاس ہے، جب رائے اور قیاس پر چلو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔

اَعْظَمُهَا فِتْنَةً عَلٰی اُمَّتِیْ قَوْمٌ یَقِیْسُوْنَ الْاُمُوْرَ بِرَاْیِهِمْ

(مجمع الزوائد)

میری اُمت پر سب سے بڑا فتنہ پھیلانے والا وہ فرقہ ہوگا جو امور دین میں رائے کو دخل دے گا۔

ثابت ہوا کہ جو لوگ حدیثوں کو پیچھے ہٹا کر ان کے خلاف قولوں اور قیاسوں پر عمل کرتے ہیں وہ سب سے بڑے فتنہ انگیز فرقہ باز ہیں۔

سمجھ میں نکتہ رسالت آ تو سکتا ہے
ترے دماغ میں تقلیدی بتخانہ ہو تو کیا کہیے

زیرنظر کتاب فوز المرام فی قرأۃ فاتحہ خلف الامام میں ملک کے ممتاز عالم دین مفکر اسلام شیخ التفسیر حضرت العلام مولانا عبدالرحمٰن فاضل دیوبند نے ایسے ہی لوگوں کی دھوکہ دہی کو بے نقاب کرتے ہوئے سورۃ فاتحہ خلف الامام کی فرضیت پر دلائل قاطع اور براہین ساطع جمع کردیئے ہیں۔

مسئلہ فاتحہ خلف الامام پر ہر مسلمان کو تحقیق کرنا نہایت ہی ضروری امر ہے کیونکہ یہ وہ مسئلہ ہے کہ اس میں تحقیق نہ کرنے اور تعصب و ناانصافی کو دخل دینے سے عمر بھر کی تمام ان نمازوں کے برباد ہو جانے کا بھاری خوف ہے جو امام کے پیچھے پڑھی جاتی ہیں یہ وہ مسئلہ ہے جس کی نسبت ہمارے پیارے خطیب الانبیاء، سید الثقلین شمع نبوت سرور کائنات پیغمبر اسلام رہبر اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف لفظوں میں فرمادیا ہے۔ کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

سید العرب والعجم شمع کائنات رہبر اعظم ﷺ کا فرمان

عَنْ عِبَادَۃَ بْنِ صَامِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ خَلْفَ الْاِمَامِ

(بیہقی کتاب القرأۃ)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہوتی۔

سید الثقلین شفیع المذنبین رہبر کائنات کا ارشاد

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں ہم صبح کی نماز میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقتدی تھے آپ پر قرأت بوجھل ہوگئی (حضورؐ) جب نماز

سے فارغ ہو کر صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا شاید تم اپنے امام کے پیچھے کچھ پڑھتے ہو ہم نے عرض کیا۔ ہاں اے اللہ کے رسول ہم پڑھتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورہ فاتحہ کے سوا اور کچھ نہ پڑھا کرو جس شخص نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہوتی۔

لَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّهٗ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِهَا۔

(ابوداؤد۔ ترمذی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۃ فاتحہ کے سوا اور کچھ نہ پڑھا کرو کیونکہ جس شخص نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہوتی۔

جزالقراۃ بخاری میں ہے۔ حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو نماز پڑھائی (نماز سے) فارغ ہو کر صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت کیا: کیا تم اپنی نماز میں پڑھتے ہو، اس حال میں کہ (جب) امام پڑھتا ہے۔ صحابہؓ خاموش ہو گئے تین مرتبہ آپؐ نے دریافت فرمایا۔ ایک شخص نے جواب دیا یا ایک سے زیادہ نے کہا کہ ہم پڑھتے ہیں آپؐ نے فرمایا ایسا مت کرو، سوا سورۃ فاتحہ کے اپنے امام کے پیچھے کچھ نہ پڑھو۔

حضرت شیخ پیر سید عبدالقادر جیلانیؒ کا فتویٰ

سید جیلانی رحمۃ اللہ نے غنیۃ الطالبین میں اپنا فیصلہ لکھ دیا ہے کہ سورۃ فاتحہ نماز کا رکن ہے۔

فَاِنَّ قِرَاءَةَ الْفَاتِحَةِ فَرِيْضَةٌ وَهِيَ رُكْنٌ تَبْطُلُ الصَّلٰوةُ بِتَرْكِهَا

سورۃ فاتحہ کا پڑھنا نماز کا ایسا رکن ہے کہ اس کے ترک کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(غنیۃ الطالبین صـ۵۳ مطبع دہلی مترجم فارسی)

فقہ حنفیہ کی دلیل اور اس پر تنقید

حنفی علماء اپنے دعوت میں رمنع فاتحہ خلف الامام) کے ثبوت میں بہت بڑی دلیل پیش کرتے ہیں۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰن جب قرآن پڑھا جائے اس کو سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

حنفی مذہب کی دلیل

حنفی بھائیوں سے کہا جاتا ہے کہ سورۃ اعراف میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ (پ۹، سورۃ اعراف۔ آیت ۲۰۴)

جب قرآن پڑھا جائے پس اس کو سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم ہو جائے۔

یہ آیت کریمہ کا شان نزول نماز کے بارے میں نہیں تو پھر اس سے فاتحہ خلف الامام کے عدم جواز پر استدلال کرنا کیسا درست ہو سکتا ہے۔

حنفی مذہب پر تنقید

یہ آیت کریمہ سورۃ اعراف کی ہے اور سورۃ بنی اسرائیل سے بہت پہلے نازل ہوئی ہے اور سورۃ بنی اسرائیل میں معراج شریف کا ذکر ہے۔ جب کہ معراج شریف میں نماز فرض ہوئی ہے۔ اس آیت کریمہ کا حکم سورۃ فاتحہ کے علاوہ باقی قرأت کے لیۓ ہے۔ چنانچہ اس پر سب متفق ہیں کہ قرأۃ میں فاتحہ کے سوا امام کے پیچھے کچھ نہیں پڑھنا چاہیئے اور نماز میں سورۃ فاتحہ کے علاوہ سب کا اتفاق ہے کہ قرآن سننا فرض ہے۔

حنفی دوستو! درسگاہوں میں طالب علم سب قرآن مجید پڑھتے اور پڑھاتے ہیں اور جب صبح کی جماعت ہو رہی ہو تو آپ پیچھے سنتیں پڑھتے رہتے ہو اور جماعت ہو

رہی ہو تو آپ نماز کی تکبیر تحریمہ کہہ کر فوراً سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ پڑھتے ہو اب بتاؤ وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ آیت کریمہ نظر نہیں آتی۔ ہاں خطبہ جمعہ میں قرآن کریم سننا فرض ہے۔

حنفی دوستو یہ آیت کریمہ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ نماز کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔ اس کی تاکید تفسیر ابن کثیر سے بھی ہوتی ہے کہ کفار مکہ اپنے بھائیوں سے کہتے تھے کہ نہ سنو اس قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے کفار کا جواب نقل فرمایا ہے۔

لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ○ (پ ۲۴ ع ۷)	تم اس قرآن مجید کو مت سنو اور اس میں شور کرو تاکہ تم غالب آجاؤ۔

★ (۱) کافروں نے تو کہا تھا کہ نہ سنو اس قرآن کو۔

★ مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کان لگا کر سنو۔

(۲) پھر کافروں نے کہا تھا کہ شور مچاؤ۔

★ مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شور نہ مچاؤ۔

بلکہ خاموشی سے قرآن مجید کو سنو

وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (پ ۹ ع ۱۴ سورۃ اعراف آیت ۲۰۴)	جب قرآن پڑھا جائے پس اس کو سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم ہو جائے۔

قیاسی اعتراضات اور اس کا جواب

حنفی مذہب

حنفی مذہب کے لوگ کہتے ہیں کہ امام بحیثیت نمائندہ کے ہے وہ پوری جماعت کی طرف سے سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے جب کہ نمائندہ

الحمد شریف پڑھ رہا ہے تو مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔

مسلک اہلحدیث اگر ایسا ہے تو پھر رکوع اور سجدہ اور التحیات کچھ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے کیونکہ نمائندہ سب کچھ پڑھ رہا ہے۔ اگر یہ نمائندگی کا دروازہ کھول دیا گیا تو پھر شریعت کا قانون باقی نہیں رہے گا۔

مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی قوم سے فرمایا دشمن کے مقابلے کیلئے میدان میں نکلو تو قوم نے جواب دیا حضرت موسیٰؑ تم اور تمہارا خدا مل کر دشمن کا مقابلہ کرو۔ اسی طرح جبکہ ہمارا نمائندہ مسجد میں اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہے اور نمائندگی کر رہا ہے۔ تو پھر ہم کو مسجد میں جانے کی اور نماز پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں کیوں کہ نمائندہ ہماری نمائندگی کر رہا ہے۔

__حنفی مذہب__۔ خود فقہ حنفیہ میں پایا جاتا ہے کہ مقتدی جماعت کھڑی ہونے کے بعد میں جب امام کے ساتھ شامل ہو۔ تو تکبیر کہے اور ثناء پڑھے۔ اگر امام کی نمائندگی اس طرح کی ہے کہ مقتدی بالکل خاموش رہے، تو تکبیر اور ثناء کے اس معاملہ میں فقہ حنفی نے امام کی نمائندگی کیوں تسلیم نہیں کیا ہے۔

دربار کا احترام یہ بھی کہا جاتا ہے کہ احترام کا تقاضا یہ ہے کہ دربار شاہی میں وفد کی طرف سے ایک نمائندہ کلام کرے اور باقی خاموش رہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے دربار میں امام قرأت پڑھے اور مقتدی خاموش رہیں۔

تنقیدی نظر اللہ تعالیٰ کو دنیا کے بادشاہ پر قیاس کرنا درست نہیں اس لئے کہ دنیاوی بادشاہ کے دربار میں وفد کا۔ صرف نمائندہ اس لئے کلام کرتا ہے کہ بادشاہ تمام افراد کی گفتگو ایک وقت میں سننے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس کے برعکس ہمارا حقیقی خدا ایک لمحہ میں تمام کائنات کی جہری، سری دعاؤں اور آرزوؤں کو سنتا اور جانتا ہے اس لئے خداوند حقیقی کو دنیا کے عاجز اور

کمزور بادشاہ پر قیاس کر کے مقتدیوں کو امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے سے روکنا
عقلمندی نہیں ہے۔

خدائے ذوالجلال کے حضور دعا ہے کہ ہمیں شمع نبوت سرور کائنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نصیب فرمائے اور صراط مستقیم پر قائم رکھے اور ہمارے معاندین کی راہ نجات دے۔ آمین ثم آمین۔

رفقاء عظام | چوہدری جاوید اقبال، ڈاکٹر محمد نسیم مرزا۔ چوہدری عبدالغفار ڈوگر
چوہدری ظفر اقبال۔ میاں شفیق انور۔ چوہدری محمد ادریس۔ چوہدری محمد سلیم

شیخ محمد جاوید صاحب گوجرانوالہ۔ حضرت مولانا عبدالغفور فیصل آباد، حضرت مولانا حکیم محمود احمد صاحب۔ شیخ عبدالحمید صاحب لاہور، چوہدری محمد اسحاق راولپنڈی، محمد اویس راولپنڈی۔ حاجی نذیر احمد سیالکوٹ۔ حاجی عبداللہ صاحب۔ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب شیخ محمد الیاس، شیخ بشیر احمد و شیخ نذیر احمد، شیخ محمد اسلم۔ شیخ محمد نعیم صاحب (سیٹھ) حاجی محمد رفیق لاہور، محمد محسن صاحب۔ نوید مسعود صاحب۔ چوہدری محمد عارف، چوہدری مظہر خورشید۔ عبدالسلام صاحب۔ شفقت محمود۔ اویس۔ حبیب احمد خاں محمد ادریس سمندری محمد خالد۔ جمشید خاں۔ چوہدری فرزند علی۔ محمد اسلم ڈوگر۔ اورنگ زیب۔ الماس۔ میاں ارشد۔

دعا ہے اللہ تعالےٰ اس کتاب کو اپنے بندوں کے لئے مفید بنائے اور کتاب وسنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ دنیا اور آخرت بہتر کر دے۔
آمین ثم آمین۔

خیر اندیش

مرزا محمد اسحاق

تقریظ

فاضل نوجوان مولانا محمد یوسف صاحب انور، خطیب جامع رحمانیہ فیصل آباد

اہلیان فیصل آباد کے لئے شیخ التفسیر حضرت العلام مولانا عبدالرحمن صاحب دامت برکاتہم (فاضل دیوبند) کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں ہے آپ فن تفسیر، فن حدیث اور علم فقہ پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ قدیم و جدید علوم میں۔ انہیں بے پناہ ملکہ اور عبور حاصل ہے۔ درس و تدریس اور خطابت و بیان کی وافر صلاحیتوں سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نواز رکھا ہے۔ ان اوصاف سے متصف ہونے کے باعث جس موضوع پر بھی آپ نے قلم اٹھایا ہے اسے تشنہ نہیں رہنے دیا۔ "فوز المرام فی قرأۃ فاتحہ خلف الامام" بھی آپ کی مدلل نگارشات میں سے ایک ہے۔

سورۃ فاتحہ نماز کا اہم رکن ہے۔ صحیح احادیث کی رُو سے سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی چاہے امام کے پیچھے نماز پڑھی جائے یا اکیلے، سری نماز ہو یا جہری۔ اس کے برعکس بعض غیر محقق علماء نے عوام کو مغالطہ میں مبتلا کر رکھا ہے کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حقیقتِ حال کے اظہار کے لئے مولانا موصوف کی یہ مختصر مگر جامع تصنیف بے نظیر ہے جس میں علمی مسئلہ کو عام فہم انداز میں اس طرح تحریر کر دیا گیا ہے کہ علماء و طلبہ اور عوام الناس یکساں استفادہ کر سکتے ہیں۔

ہمارے مخلص رفیق مسلک اہلحدیث کے سرگرم مبلغ حاجی مرزا محمد اسحاق صاحب زیدی ناظم نشر و اشاعت دار المطالعہ ختم نبوت فیصل آباد مبارک باد کے مستحق

ہیں کہ انہوں نے اس تصنیف کو شائع کرنے کا اہتمام فرمایا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنف اور ناشر کی خدمت کو قبول فرما کر ذریعہ نجات بنائے اور قارئین کو صراطِ مستقیم اختیار کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

محمد یوسف انور

خطیب جامع رحمانیہ مندر گلی فیصل آباد

مدیر ہفت روزہ " اہلحدیث " لاہور

تقریظ

شہوار میدان مناظرہ محقق دور حاضرہ مجاہد تحریک نظام مصطفےٰ الشیخ الاسلام امام المناظرین، رئیس المبلغین حضرت العلام مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی دامت برکاتہم

ناظم اعلیٰ مرکزی جماعت اہلحدیث پاکستان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ اَزْوَاجِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

محترم جناب مولانا عبدالرحمٰن فاضل دیوبند کی شخصیت علمی حلقوں میں تعارف کی محتاج نہیں۔ وہ فاضل دیوبند" ہونے کے ساتھ ساتھ خوش قسمتی سے "اہلحدیث" ہیں۔ ان کی تحقیق و تدقیق اس بات سے عیاں ہے کہ اس کتاب سے قبل بھی "نماز جنازہ" "صلوٰۃ التراویح" "احکام الجنازہ" " معارف رمضان۔ عید الفطر" "نظام اسلام اور فتوے عالمگیری"۔ "میں اہلحدیث کیوں ہوا" "صلوٰۃ النبی" " فلسفہ قربانی"، " با اصول قربانی" "میلاد النبیؐ کے نام پر" وغیرہ داد و تحسین حاصل کر چکے ہیں۔

موصوف کے تبحر علمی کا یہ حال ہے کہ جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں، اس کے مالہٗ وما علیہ مکمل بیان کر کے اس کا خوب حق ادا کر دیتے ہیں۔

زیر نظر رسالہ" فاتحہ خلف الامام" میں مولانا موصوف نے بڑے اختصار کے ساتھ مگر نہایت مدلل اور جامع مانع انداز میں سورۂ فاتحہ کی فرضیت کا ذکر کیا ہے۔

احادیث نبویؐ اور تعامل صحابہؓ اور بزرگان دین کے فتاووں نے یہ ثابت کردیا ہے کہ جو شخص نماز میں (امام ہو یا ماموم خواہ انفرادی طور پر نماز ادا کرے، سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔

اس اہم کتاب کا ہر گھر اور ہر فرد کے پاس ہونا ضروری ہے آخر میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مولانا موصوف اور ان کے معاونین مرزا محمد اسحاق زیدی اور چوہدری جاوید اقبال صاحبان کی اس محنت کو شرفِ قبولیت بخش کر اسے ان کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ (آمین) فقط

حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

(جامع مسجد قدس لاہور)

۹ر اگست ۱۹۷۶ء

بمطابق ۱۲ر شعبان ۱۳۹۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

پیش لفظ

نماز دین اسلام کی اساس اور بنیاد ہے اس لئے انتہائی ضروری ہے کہ ہر مسلمان نماز کی درستگی کا احساس اور خیال کرے حدیث نبوی میں سورۃ فاتحہ کو نماز کی جز قرار دیا گیا ہے۔ جمہور محدثین اور فقہا عظام نے اس کو فرض قرار دیا ہے۔

حضرات ائمہ کرام اور صوفیا عموماً نماز میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے قائل ہیں بلکہ اس کا حکم دیتے آئے ہیں اس کے برعکس سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کا کوئی صریح حکم سرور کائنات رہبر اعظم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہے۔

لہٰذا تمام دنیا کے علمائے احناف کو ہم کھلا چیلنج کرتے ہیں کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کی کوئی ایک صحیح اور صریح حدیث پیش کریں جس میں یہ حکم ہو امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کی کوئی ایک صحیح اور صریح حدیث پیش کریں جس میں یہ حکم ہو کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھو یا فاتحہ کے بغیر بھی نماز ہو جاتی ہے۔ وگرنہ سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کا فتویٰ دبے کر عوام الناس کی غلط رہنمائی مت کریں۔ پڑھے لکھے حضرات سے ہم درخواست کرتے ہیں کہ ہر مسئلہ میں علمائے کرام سے کتاب وسنت سے دلیل کا مطالبہ کریں۔

دین حنیف کے معاملہ میں تساہل و تغافل صحیح نہیں۔ زیر بحث سورۃ فاتحہ

کا مسئلہ ایسا ہے کہ اس سلسلہ میں سید الانبیاء والمرسلینؐ کا واضح ارشاد ہے سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی لہٰذا اس صریح حکم کی مخالفت سے بچنا چاہیئے بعید نہیں روز قیامت خدائے ذوالجلال کی طرف سے یہ کہدیا جائے۔ جاؤ تمہاری نماز قبول نہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام اہل اسلام کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ۔

الداعی کتاب وسنت

عبدالرحمٰن دیوبندی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الرسل وخاتم الانبیاء

ارشاد باری تعالیٰ

خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی ہمارے لئے نمونہ ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ	بیشک تمہارے لئے اللہ کے رسول میں
أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو	ایک نمونہ اس شخص کیلئے جو اللہ تعالیٰ
اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ	کی ملاقات اور آخرت کے قیام پر امید
اللّٰهَ كَثِيرًا۔ پ ۲۱ ع ۱۹	رکھتا ہو اور یاد کرتا ہو اللہ تعالیٰ کو بہت۔

اس آیت کریمہ میں یہ بات قابل غور ہے کہ اس میں مبتدا بعد میں ہے اور خبر پہلے ہے اور یہ اصول ہے کہ جب خبر مقدم ہو تو وہ تخصیص کا فائدہ دیتی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ صفت سید الانبیاء رہبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک ہی ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ آپؐ کا ارشاد اور عمل ہی ایسا ہے جو ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ حضراتِ صحابہ کرامؓ اور ائمہ مجتہدینؒ کا یہی طرز عمل ہے۔ آپؐ کے قول و عمل کے مقابلہ میں کسی فتویٰ کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ بڑے پیارے الفاظ میں فرماتے ہیں:-

حضرت امام ابو حنیفہؒ کا فیصلہ

اُتْرُكُوْا قَوْلِيْ بِخَبَرِ رَسُوْلِ اللهِ۔ (میزانی شعرانی)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے ہوتے ہوئے میرے فتویٰ کو چھوڑ دو۔

اسی طرح امام ابو حنیفہؒ سے یہ بھی منقول ہے کہ جب تم میری بات حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف پاؤ تو میری بات کو چھوڑ دو اور حدیث نبویؐ کی اتباع کرو۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ جو صحیح حدیث مل جائے، وہی میرا مذہب ہے۔ امام صاحب نے یہ بات اس لئے فرمائی کہ آپؒ معصوم نہ تھے معصوم صرف سید الرسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ لہٰذا معصوم کی بات کے مقابلہ میں غیر معصوم کی اتباع جائز نہیں۔ علماء کرام نے لکھا ہے کہ اتباع غیر معصوم، اتباع مذموم ہے۔ کسی شخص نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ایک مسئلہ پوچھا کہ کیا حج تمتع جائز ہے۔ آپ نے فرمایا سید الثقلین رہبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے۔ سائل نے سن کر کہا کہ آپ کے والدِ محترم عمر فاروقؓ نے اس کے خلاف حکم فرمایا ہے۔ اس پر حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے غضبناک لہجہ میں فرمایا:

اَمْرُ اَبِيْ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمْ اَمْرُ رَسُوْلِ اللهِ۔ (المیزان الکبریٰ الشعرانی احکام الاحکام ابن حزم)	کیا میرے باپ کا حکم اتباع کے زیادہ لائق ہے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم؟

ثابت ہوا کہ ہم صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں گے۔ کسی دوسرے کی نہیں کیوں کہ کوئی بڑی سے بڑی شخصیت بھی ہو تو وہ بھی نبوت اور رسالت کا درجہ حاصل نہیں کر سکتی۔ اس لئے شرعی امور میں سید الکونین محمد مصطفےٰؐ ہی واجب الاتباع ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ حنفی حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح اور صریح فرامین کو نظر انداز کر رہے ہیں، بلکہ یہ بھی عجیب

مسلمانی ہے۔ کہ امتیوں کے اقوال کو صحیح باور کرانے کے لئے آیات قرآنیہ اور حدیث نبویہ کو بدلنے اور غلط معنی اپنانے سے بھی گریز نہیں کر رہے۔

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس قدر فقیہانِ حرم بے توفیق

ہم یہاں نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کے متعلق آپؐ کے فرامین نقل کر رہے ہیں۔ جس سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی پوری طرح واضح ہو جائے گا۔

جو لوگ نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتے ان کی نماز نہیں ہوتی۔ نمازی امام ہو یا منفرد ہو نماز خواہ حضری ہو یا سفری۔ جہری ہو یا سرّی۔ بخاری شریف میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ۔ (بخاری شریف)	جس شخص نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔

اس حدیث میں لانفی جنس کا ہے جس کے لئے نحوی قاعدہ یہ ہے کہ یہ لفظ اپنے مابعد کی کلیۃً نفی کر دیتا ہے جس طرح لَآ اِلٰهَ میں لانفی جنس کا ہے، جس نے اللہ جل شانہ کے علاوہ ہر قسم کی الوہیت کی نفی کر دی۔ لہٰذا لا صلوٰۃ کے الفاظ سے ہر قسم کی نماز کی نفی ہو جاتی ہے۔ خواہ نماز جہری ہو، سری ہو امام ہو یا مقتدی یا منفرد ذکر کرتے ہیں مگر کچھ حضرات اس کی خواہ مخواہ تاویلیں کرتے ہیں۔

ہم صاف کہتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ یہ حضرات صحیح تو کجا کوئی جھوٹی روایت بھی پیش نہیں کر سکتے، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے۔

خاتم الانبیا سید العرب والعجم سید الثقلین خیر البشر سرورِ کائنات رہبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین

مسئلہ فاتحہ خلف الامام پر دس (۱۰) حدیثیں

ذیل میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کی بابت دس حدیثیں درج کی گئی ہیں نیز اس سلسلہ میں صحابہ کرامؓ کا عمل ائمہ دین کے فرامین اور بے شمار بزرگان دین کے فتوے اور محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا فیصلہ بھی درج کر دیا ہے تاکہ کوئی اشتباہ نہ رہے اور اس مسئلہ کے متعلق حنفی حضرات جو دلیلیں پیش کرتے ہیں ان کا مسکت جواب بھی ہو جائے تاکہ حقیقت حال تک پہنچنے میں آسانی رہے۔ قارئین کرام غور سے پڑھیں۔

حدیث اوّل

عن عبادة بن الصامت ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ (بخاری مسلم ترمذی ابوداؤد. نسائی. ابن ماجہ)

فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی۔ اس کی نماز نہیں۔

حدیث دوم

عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ خَلْفَ الْاِمَامِ. اَخْرَجَهُ الْبَیْهَقِیُّ وَ

فرمایا سید العالمین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں۔

قَالَ اَسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ (کتاب القراۃ بیہقی صنہ۵)

حدیث سوم

عن عبادۃ بن الصامت قَالَ کُنَّا خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فَثَقُلَتْ عَلَیْہِ الْقِرَاءَۃُ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ لَعَلَّکُمْ تَقْرَؤُنَ خَلْفَ اِمَامِکُمْ قُلْنَا نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ فَاِنَّہٗ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِھَا۔ (رواہ ابوداؤد والترمذی)

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِاَبِیْ دَاؤُدَ قَالَ وَاَنَا اَقُوْلُ مَالِیْ یُنَازِعُنِی الْقُرْاٰنَ فَلَا تَقْرَؤُا بِشَیْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ اِذَا جَھَرْتُ اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ (مشکوٰۃ شریف)

عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم صبح کی نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقتدی تھے۔ آپؐ پر قرأت بوجھل ہوگئی۔ نماز سے فارغ ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا شاید تم اپنے امام کے پیچھے پڑھتے تھے؟ ہم نے عرض کیا۔ ہاں اے اللہ کے رسول حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاتحہ کے سوا اور کچھ نہ پڑھا کرو جس شخص نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اسکی نماز نہیں

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں خیال کرتا تھا کہ مجھ سے قرآن کیوں چھینا جاتا ہے۔ جب میں (نماز میں) اونچی قرأت پڑھوں تو میرے پیچھے سوائے فاتحہ کے سوا اور کچھ نہ پڑھا کرو۔

(حدیث چہارم)

عن ابی هريرة عن النبی
صلی الله علیه وسلم قال
مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَمْ يَقْرَأْ
فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِيَ
خِدَاجٌ ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ
فَقِيْلَ لِاَبِیْ هُرَيْرَةَ اِنَّا
نَكُوْنُ وَرَاءَ الْاِمَامِ فَقَالَ
اِقْرَأْ بِهَا فِيْ نَفْسِكَ (الحدیث)

(مسلم شریف)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو
شخص ایسی نماز پڑھے جس میں سورہ
فاتحہ نہ پڑھے وہ نماز ناقص ہے
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کو کہا گیا ہم امام کے پیچھے ہوتے
ہیں۔ فرمایا (اس وقت) آہستہ
پڑھا کرو۔

حدیث پنجم

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِاَصْحَابِهٖ
فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ اَقْبَلَ
عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ تَقْرَءُوْنَ
فِيْ صَلٰوتِكُمْ وَالْاِمَامُ يَقْرَأُ
فَسَكَتُوْا فَقَالَ قَائِلٌ اَوْ
قَائِلُوْنَ اِنَّا لَنَفْعَلُ قَالَ
فَلَا تَفْعَلُوْا وَلْيَقْرَأْ اَحَدُكُمْ
بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِيْ نَفْسِهٖ۔

(جزء القراءۃ صحیح ابن حبان ابو یعلی

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
صحابہ کو نماز پڑھائی تو ان کی طرف
متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم اپنی نماز
میں پڑھتے ہو اس حال میں کہ
امام پڑھتا ہے ایک شخص نے
کہا یا کئی شخصوں نے کہا کہ پڑھتے
ہیں فرمایا ایسا نہ کرو اور چاہیئے
کہ تم میں سے ہر شخص سورۃ فاتحہ
آہستہ پڑھے۔

حدیث ششم

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ عَائِشَۃِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعَلَّکُمْ تَقْرَؤُنَ وَالْاِمَامُ یَقْرَأُ قَالُوْا اِنَّا لَنَفْعَلُ قَالَ لَا اِلَّا اَنْ یَّقْرَأَ اَحَدُکُمْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فِیْ نَفْسِہٖ۔

(احمد، بیہقی۔ جزء القراءۃ)

محمد بن ابی عائشہ سے وہ ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاید تم پڑھتے ہو اس حال میں کہ امام بھی پڑھتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پڑھتے ہیں۔ فرمایا نہ مگر یہ کہ پڑھے ایک تمہارا سورۃ فاتحہ آہستہ۔

حدیث ہفتم

اَنْ عَمْرُو ابْنَ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَقْرَؤُنَ خَلْفِیْ قَالُوْا نَعَمْ اِنَّا لَنَهُذُّ هَذًّا قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ (جزء القراءۃ بخاری)

یعنی عمرو بن شعیب وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرے پیچھے پڑھتے ہو۔ لوگوں نے کہا ہاں ہم لوگ جلدی جلدی پڑھتے ہیں، فرمایا فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھو۔

حدیث ہشتم

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الْإِمَامِ فَلْيَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ (طبرانی کبیر)

عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے پس چاہیئے کہ سورہ فاتحہ پڑھے۔

حدیث نہم

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِيَ خِدَاجٌ (احمد ابن ماجہ طحاوی)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص نماز پڑھے جس میں فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز ناقص ہے۔

حدیث دہم

عَنْ نَافِعِ بْنِ مَحْمُوْدٍ قَالَ إِنَّهُ سَمِعَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ فَقُلْتُ رَأَيْتُكَ صَنَعْتَ فِيْ صَلٰوتِكَ شَيْئًا قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ قَالَ نَعَمْ

یعنے نافع بن محمود سے روایت ہے کہ انہوں نے عبادہ بن صامت سے سنا کہ وہ سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔ حالانکہ ابو نعیم جہر سے قرأت کر رہے پس کہا کہ میں نے آپ کو نماز میں ایک شئے کرتے دیکھا ہے۔ عبادہؓ نے کہا وہ شئے کیا ہے؟ کہا کہ میں نے آپکو سورۃ فاتحہ پڑھتے ہوئے سنا حالانکہ ابو نعیم جہر

صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْضَ الصَّلٰوۃِ الَّتِیْ یُجْھَرُ فِیْھَا بِالْقِرَاۃِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ ھَلْ مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ یَقْرَأُ شَیْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ اِذَا جَھَرْتُ بِالْقِرَاءَۃِ قُلْنَا نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَقُوْلُ مَالِیْ اُنَازَعُ الْقُرْاٰنَ وَلَا یَقْرَأَنَّ اَحَدٌ مِّنْکُمْ شَیْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ اِذَا جَھَرْتُ بِالْقِرَاءَۃِ اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ رَوَاہُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَقَالَ ھٰذَا اِسْنَادٌ حَسَنٌ وَرِجَالُہٗ ثِقَاتٌ کُلُّھُمْ۔

سے قرأت کرتے تھے۔ عبادہ نے کہا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ بعض وہ نماز پڑھی جس میں جہر سے قرأت کی جاتی ہے۔ پس جب آپ نماز سے فارغ ہوئے فرمایا کوئی تم میں سے کچھ قرآن پڑھتا ہے جبکہ میں جہر سے قرأت کرتا ہوں، ہم لوگوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس فرمایا کیا ہے مجھ کو کہ میں منازعت اور کشاکشی کیا جاتا ہوں قرآن میں پس ہرگز نہ پڑھے تم میں سے کوئی کچھ قرآن جبکہ میں جہر سے قرأت کروں مگر سورۃ فاتحہ روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے اور کہا کہ یہ اسناد احسن ہے۔

اس مسئلہ میں اور بھی بہت احادیث ہیں مگر بغرض اختصار یہ دس احادیث پیش کی جاتی ہیں۔ ان کے خلاف کوئی صحیح حدیث نہیں جس میں یہ حکم ہو کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے یا مقتدی فاتحہ نہ پڑھے اور امام کے پیچھے فاتحہ حرام اور مکروہ ہے۔

فتاویٰ و آثار صحابہؓ

حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت

عَنْ یَزِیْدَ بْنِ شَرِیْكٍ اَنَّهٗ سَأَلَ عُمَرَ عَنِ الْقِرَآءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ فَقَالَ اِقْرَءْ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ قُلْتُ وَ اِنْ کُنْتَ قَالَ وَ اِنْ کُنْتُ اَنَا قُلْتُ وَ اِنْ جَهَرْتَ قَالَ وَ اِنْ جَهَرْتُ۔

(طحاوی صہ ۱۲۹ دار القطنی)

یزید بن شریکؒ سے روایت ہے، انہوں نے حضرت عمرؓ سے خلف الامام قرأت کے متعلق سوال کیا انہوں نے فرمایا خلف الامام سورۃ فاتحہ پڑھو اس نے کہا کہ اگر آپ (امام) ہوں فرمایا اگر میں امام ہو کر پڑھوں کیا اگر آپ جہری پڑھیں فرمایا اگر میں جہری پڑھوں بہر صورت تم خلف الامام سورۃ فاتحہ پڑھو۔

حضرت علیؓ کی شہادت

عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ کَانَ عَلِیٌّ یَقُوْلُ اِقْرَءُوْا فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَ الْعَصْرِ خَلْفَ الْاِمَامِ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ وَسُوْرَةٍ۔ (دار القطنی)

عبید اللہ بن ابی رافع سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں خلف الامام سورۃ فاتحہ بمعہ کسی اور سورۃ کے پڑھو۔

حضرت عائشہؓ کی شہادت : امام بخاری نقل فرماتے ہیں

عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا تَأْمُرُ بِالْقِرَآءَةِ خَلْفَ

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کا

اَلْاِمَامِ (جزء القرأۃ بخاری)

حکم دیتی تھیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی شہادت

عَنْ اَبِی الْعَالِیَۃِ فَسَأَلْتُ بْنَ عُمَرَ بِمَکَّۃَ اَقْرَءُ فِی الصَّلٰوۃِ قَالَ اِنِّیْ لَاَ سْتَحْیِ مِنْ رَّبِّ ھٰذَا الْبَیْتِ اَنْ اُصَلِّیْ صَلٰوۃً لَا اَقْرَءُ فِیْھَا وَلَوْ بِاُمِّ الْکِتَابِ (جزء القرأۃ بخاری اور کتاب القرأۃ بیہقی)

بروایت ابوالعالیہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ابن عمرؓ سے مکہ میں دریافت کیا کہ نماز میں قرأت پڑھوں؟ فرمایا مجھے اس گھر کے رب سے شرم آتی ہے کہ میں نماز پڑھوں اور اس میں قرأۃ نہ پڑھوں اگرچہ وہ سورۃ فاتحہ ہی ہو۔

اُبی بن کعبؓ کی شہادت

عَنْ اَبِی الْمُغِیْرَۃِ عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ اَنَّہٗ کَانَ یَقْرَءُ خَلْفَ الْاِمَامِ (جزء القرأۃ بخاری شریف)

ابوالمغیرہ سے روایت ہے وہ ابی بن کعب سے بیان کرتے ہیں کہ وہ خلف الامام قرأت کرتے تھے

حضرت ابوہریرۃؓ کی شہادت

عَنْ اَبِی السَّائِبِ قَالَ قُلْتُ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ کَیْفَ اَصْنَعُ اِذَا کُنْتُ مَعَ الْاِمَامِ وَھُوَ یَجْھَرُ بِالْقِرَاءَۃِ قَالَ وَیْلَکَ یَا فَارِسِیُّ

بروایت ابوصائب انہوں نے حضرت ابوہریرۃؓ سے دریافت کیا کہ جب میں امام کے ساتھ نماز پڑھوں اور وہ جہری قرأت پڑھ رہا ہو تو میں کیا کروں) کہ اے فارسی سورۃ فاتحہ

اِقْرَءْ بِهَا فِیْ نَفْسِكَ

(جزء القراءۃ بخاری شریف)

آہستہ پڑھ۔

حضرت ابو سعیدؓ کی شہادت

عَنْ اَبِیْ نَضْرَۃَ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا سَعِیْدٍ عَنِ الْقِرَاءَۃِ خَلْفَ الْاِمَامِ فَقَالَ فَاتِحَۃِ الْکِتَابِ۔ (امام بخاری کی کتاب جزء القراءۃ)

یعنی ابو نضرہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو سعیدؓ سے قرأت خلف الامام کے بارے میں سوال کیا پس ابو سعیدؓ نے کہا کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھ۔

عبد اللہ بن مغفلؓ کی شہادت

کَانَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلِ الْمُزَنِیُّ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُنَا اَنْ نَقْرَءَ خَلْفَ الْاِمَامِ فِی الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَسُوْرَۃٍ وَفِی الْاُخْرَیَیْنِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ (کتاب القراءۃ بیہقی ص ۲۹)

عبد اللہ بن مغفل مزنی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں وہ ہم کو اس بات کی تعلیم دیتے تھے کہ ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی سورۃ پڑھیں اور پچھلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ پڑھیں۔

عمران بن حصینؓ کی شہادت

حضرت الحسن فرماتے ہیں:۔

حَدَّثَنِیْ عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ قَالَ لَا تَزْکُوْا صَلٰوۃُ مُسْلِمٍ اِلَّا بِطُهُوْرٍ وَّرُکُوْعٍ وَ

عمران بن حصینؓ نے بیان کیا کہ مسلمان کی نماز وضو، رکوع، سجدہ اور خلف الامام اور غیر

سُجُوْدٍ وَفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَرَاءَ الْإِمَامِ وَغَيْرِ الْإِمَامِ

خلف الامام سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

حضرت ابن عباسؓ کی شہادت

عَنِ الْعِيْزَارِ بْنِ حُرَيْثٍ الْعَبْدِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِقْرَءْ خَلْفَ الْإِمَامِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ (ابن ابی شیبہ)

مصنف ابن شیبہ میں ہے:۔ یعنی عیزار بن حریث العبدری نے روایت کیا کہ ابن عباس نے فرمایا کہ خلف الامام سورہ فاتحہ پڑھو۔

ہشام بن عامرؓ کی شہادت

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ جَاءَ هِشَامُ بْنُ عَامِرٍ إِلَى الصَّلٰوةِ فَأَسْرَعَ الْمَشْيَ فَدَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ وَقَدْ حَضَرَهُ النَّفَسُ فَجَهَرَ بِالْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهُ قِيْلَ لَهُ أَتَقْرَءُ خَلْفَ الْإِمَامِ قَالَ إِنَّا لَنَفْعَلُ (طبرانی مجمع الزوائد)

بروایت حمید بن بلالؒ ہشام بن عامر نماز کے لئے آئے اور تیز چلے، نماز میں داخل ہوئے سانس پھولا ہوا تھا تو انہوں نے سانس کے پھولنے کی وجہ سے جہری قرأت پڑھی ان سے دریافت ہوا کہ آپ خلف الامام پڑھتے ہیں فرمایا ہم پڑھتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی شہادت

عَنْ أَبِيْ مَرْيَمَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقْرَءُ خَلْفَ الْإِمَامِ (کتاب القراۃ بیہقی ص۱۵)

بروایت ابو مریم انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ابن مسعود کو خلف الامام قرأت کرتے سنا ہے۔

حضرت حذیفہؓ کی شہادت

وَقَالَ حُذَيْفَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقْرَءُ (کتاب القراۃ بیہقی)

حضرت حذیفہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے۔

حضرت انس بن مالکؓ کی شہادت

عَنْ ثَابِتٍ اَنَّهُ قَالَ كَانَ يَاْمُرُنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ بِالْقِرَآئَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ (کتاب القراۃ بیہقی ص۱۲۴)

بروایت ثابت حضرت انس بن مالکؓ خلف الامام قرأت کرنے کا حکم فرماتے تھے۔

حضرت ابو الدرداءؓ کی شہادت

عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَا تَتْرُكْ قِرَآئَةَ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ خَلْفَ الْاِمَامِ جَهَرَ اَوْ لَمْ يَجْهَرْ۔ (کتاب القراۃ بیہقی ص۱۲۱)

حضرت ابو درداءؓ نے فرمایا کہ خلف الامام سورۃ فاتحہ کو نہ چھوڑو امام جہری قرأت کرتا ہو یا سری۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ کی شہادت

کتاب القراۃ بیہقی میں لکھا ہے:-

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَانَ يَقْرَءُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ وَيَقْرَءُ فِي الْاُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔ (کتاب القراۃ بیہقی ص۱۱۱)

حضرت جابر بن عبداللہ پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی سورۃ پچھلی دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے یہ الفاظ عام ہیں جو امام اور مقتدی سب کو شامل ہیں۔

عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت

وَقَالَ مُجَاهِدٌ إِذَا لَمْ يَقْرَءْ خَلْفَ الْإِمَامِ أَعَادَ الصَّلٰوةَ وَكَذٰلِكَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ

(کتاب القرأۃ البیہقی)

مجاھد نے بیان کیا کہ جب خلف الامام قرأت نہ کرے تو وہ نماز کو لوٹائے۔ اسی طرح عبداللہ بن زبیر نے فرمایا ہے۔

صحابہؓ کے اجماع کی شہادت

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ جَدِّهٖ أَنَّهُمْ كَانُوا يَقْرَءُونَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْصَتَ فَإِذَا قَرَءَ لَمْ يَقْرَءُوْا وَإِذَا أَنْصَتَ قَرَءُوْا وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّ صَلٰوةٍ لَا يُقْرَءُ فِيْهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ۔

(کتاب قرأۃ البیہقی)

عمرو بن شعیب عن ابیہ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ صحابہ تمام کے تمام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قرأت کرتے تھے جب آپ خاموش ہو جاتے جب پڑھتے تو صحابہ نہ پڑھتے اور جب خاموش ہوتے تو صحابہ پڑھتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہر وہ نماز جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے۔

حضرت عروہؓ کی شہادت

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهٗ قَالَ يَا بُنَيَّ اقْرَءُوْا

ہشام بن عروہ نے اپنے باپ عروہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا

فِيمَا سَكَتَ فِيهِ الْإِمَامُ وَاسْكُتُوا فِيمَا جَهَرَ بِهِ الْإِمَامُ وَقَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَتِمُّ صَلٰوةٌ لِأَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ لَا يَقْرَءُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَصَاعِدًا مَكْتُوبَةً وَّلَا سُبْحَةً۔ (کتاب القرأت بیہقی)

کہ اے بیٹے! امام خاموش ہو تو تم پڑھو اور خاموش رہو جب وہ پڑھے اے بیٹے کسی کی نماز پوری نہیں ہوتی جب تک وہ کم از کم سورۃ فاتحہ نہ پڑھے۔ نماز فرضی ہو یا نفلی ہو۔

فاتحہ خلف الامام اور تابعین کا مسلک

امام سعید بن جبیرؒ کا فتویٰ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ قَالَ قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَقْرَءُ خَلْفَ الْإِمَامِ قَالَ نَعَمْ وَإِنْ سَمِعْتَ قِرَاءَتَهُ إِنَّهُمْ أَحْدَثُوا شَيْئًا لَمْ يَكُونُوا يَمْنَعُونَهُ إِنَّ السَّلَفَ كَانُوا إِذَا أَمَّ أَحَدُهُمُ النَّاسَ كَبَّرَ ثُمَّ أَنْصَتَ حَتّٰى يَظُنَّ أَنَّ مَنْ خَلْفَهُ قَدْ قَرَءَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ۔ (امام الکلام)

بروایت عبداللہ بن عثمان انہوں نے بیان کیا میں نے سعید بن جبیر سے دریافت کیا کہ میں خلف الامام قرأت کروں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں قرأت کرو، خواہ امام کی قرأت سنو، لوگوں نے ایک ایسی بات ایجاد کرلی ہے جس کو پہلے نہیں کرتے تھے۔ سلف یعنی صحابہ کرام جب امامت کرتے تو تکبیر کہہ کر خاموش ہو جاتے، حتیٰ کہ گمان کرلیتے کہ مقتدیوں سورۃ فاتحہ پڑھ لی ہے۔

امام مکحولؒ کا فتوے

وَكَانَ مَكْحُوْلُ يَقْرَءُ فِي الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ سِرًّا قَالَ مَكْحُوْلُ اِقْرَءُوْا بِهَا فِيْمَا يَجْهَرُ بِهِ الْاِمَامُ اِذَا قَرَءَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَاَسْكَتَ سِرًّا فَاِنْ لَّمْ يَسْكُتْ اِقْرَءُوْا بِهَا قَبْلَهٗ وَمَعَهٗ وَبَعْدَهٗ لَا تَتْرُكْ عَلٰى كُلِّ حَالٍ۔ (ابوداؤد)

امام مکحول مغرب۔ عشاء صبح کی نماز میں ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ آہستہ پڑھتے تھے۔ مکحولؒ نے فتویٰ دیتے ہوئے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ پڑھو جس نماز میں امام جہری پڑھتا ہے جب امام سورۃ فاتحہ پڑھے اور خاموش ہوجائے آہستہ پڑھو اگر وہ خاموش نہ ہو تو اس سے پہلے اور ساتھ اور بعد پڑھو کسی حالت میں سورۃ فاتحہ کو ترک نہ کرو۔

امام ابو سلمہؒ کا فتوے: تابعی ہیں فقہاء سبعہ میں آپ کا شمار ہے۔ اہل مدینہ میں سے ہیں انہوں نے فتوے دیتے ہوئے بیان کیا ہے:۔

لِلْاِمَامِ سَكْتَتَانِ فَاغْتَنِمُوْا الْقِرَاءَةَ فِيْهِمَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ (جزء القرأۃ بخاریؒ)

یعنی امام کے لئے دو سکتے ہیں، ان میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کو غنیمت سمجھو۔

امام حسن بصریؒ کا فتوے

عَنِ الْحَسَنِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اِقْرَءْ خَلْفَ الْاِمَامِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِيْ نَفْسِكَ۔

یعنی امام کے پیچھے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ آہستہ پڑھ۔

تمہید میں ہے کہ آپؒ نے فرمایا

اِقْرَءْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ خَلْفَ الْاِمَامِ جَهَرَ اَوْ لَمْ يَجْهَرْ	یعنی امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ امام جہری قرأت کرے یا سری۔

امام عطآء کا فتویٰ : یہ امام ابو حنیفہؒ کے استاد محترم ہیں امام صاحبؒ کا قول ہے کہ :-

مَا رَأَيْتُ فِيْمَنْ لَقِيْتُ اَفْضَلَ مِنْ عَطَآءٍ۔	جتنے علماء سے میں نے ملاقات کی ہے اُن میں سے عطاء سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔

(زیلعی صہ ۲۴۸)

حضرت امام عطاء کا قول :- جزء القراءۃ بخاری میں ہے کہ

قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَآءٍ قَالَ اِذَا كَانَ الْاِمَامُ يَجْهَرُ فَلْيُبَادِرْ بِقِرَآءَةِ اُمِّ الْقُرْاٰنِ اَوْ لِيَقْرَءْ بَعْدَ مَا يَسْكُتُ فَاِذَا قَرَءَ فَلْيَنْصُتْ كَمَا قَالَ اللّٰهُ۔	عبد الرزاق ابن جریج سے انہوں نے عطآءؒ سے بیان کیا ہے کہ جب امام جہری قرأت کرتا ہو تو مقتدی سورۃ فاتحہ میں جلدی کرے یا امام کی قرأت کے بعد پڑھے۔ جب وہ پڑھے تو خاموش ہو جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے۔

امام مجاہدؒ کا فتویٰ

اِذَا لَمْ يَقْرَءْ خَلْفَ الْاِمَامِ اَعَادَ الصَّلٰوةَ وَكَذٰلِكَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ	جب کوئی خلف الامام (سورۃ فاتحہ) نہ پڑھے تو وہ نئے سرے سے نماز پڑھے۔ عبد اللہ بن زبیرؓ نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے

امام بخاریؒ کی شہادت

قَالَ الْحَسَنُ وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَمَيْمُونُ بْنُ مِهْرَانَ وَمَا لَا أُحْصِي مِنَ التَّابِعِينَ وَأَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ يَقْرَءُ خَلْفَ الْإِمَامِ وَإِنْ جَهَرَ۔

یعنی حسن بصریؒ۔ سعید بن جبیرؒ میمون بن مہران اور بے شمار تابعین اور اہل علم خلف الامام قرأت کرتے تھے اگرچہ امام جہری پڑھتا ہو

وَكَانَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ وَالشَّعْبِيُّ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَنَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ وَأَبُو الْمَلِيحِ وَالْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَأَبُو مِجْلَزٍ وَمَكْحُولٌ وَمَالِكُ بْنُ عَوْنٍ وَسَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ يَرَوْنَ الْقِرَاءَةَ۔

یعنی سعید بن مسیبؒ وعروہؒ و شعبیؒ و عبیداللہؒ بن عبداللہؒ و نافعؒ بن جبیرؒ و ابوالملیحؒ و قاسمؒ بن محمدؒ و ابومجلزؒ و مکحولؒ و مالکؒ بن عونؒ و سعید بن ابی عروبہؒ سب کے سب بزرگ خلف الامام قرأت کے قائل تھے۔

عبداللہ بن مبارکؒ شاگرد رشید امام ابوحنیفہؒ کا فتوےٰ

أَنَّهُ قَالَ أَنَا أَقْرَءُ خَلْفَ الْإِمَامِ وَالنَّاسُ يَقْرَءُونَ إِلَّا قَوْمٌ مِنَ الْكُوفِيِّينَ۔

(جامع ترمذی)

یعنی میں امام کے پیچھے پڑھتا ہوں اور لوگ (تبع تابعین) بھی پڑھتے ہیں مگر اہل کوفہ میں سے ایک قوم نہیں پڑھتی۔

امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کا فتوے

امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ سے بھی ایک قول فاتحہ خلف الامام پڑھنے کا منقول ہے۔ علامہ لکھنوی لکھتے ہیں۔

ثَانِيْهِمَا اِسْتِحْسَانُهَا سَبِيْلَ الْاِحْتِيَاطِ وَعَدَمِ كَرَاهَتِهَا عِنْدَ الْمُخَالَفَةِ لِحَدِيْثِ الْمَرْفُوْعِ قَالَ عَطَاءٌ كَانُوْا يَرَوْنَ عَلَى الْمَاْمُوْمِ الْقِرَاءَةَ فِيْمَا فِيْهِ الْاِمَامُ وَفِيْمَا يَسِرُّ لَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ۔ — فَرَجَعَا مِنْ قَوْلِهِمَا الْاَوَّلِ اِلَى الثَّانِيْ اِحْتِيَاطًا۔

(امام الکلام)

یعنی امام ابوحنیفہؒ اور ان کے شاگرد امام محمدؒ کا دوسرا قول یہ ہے: کہ مقتدی کے لئے احتیاطاً سورۃ فاتحہ کا پڑھنا مستحسن امر ہے تاکہ صحیح حدیث کی مخالفت نہ ہو جس میں ہے کہ سورہ فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھو حضرت عطاءؒ کا بیان ہے کہ صحابہؓ مقتدی کے لئے قرأت کو ضروری سمجھتے تھے امام خواہ جہری قرأت پڑھتا ہو یا سری۔ — پس امام ابوحنیفہؒ اور ان کے شاگرد امام محمدؒ نے اپنے پہلے قول سے دوسرے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا۔

مسلک امام شافعیؒ

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

اِنَّ حَدِيْثَ اَبُوْهُرَيْرَةَؓ وَعُبَادَةَؓ يَدُلَّانِ عَلٰى فَرْضِ اُمِّ الْقُرْاٰنِ۔

(کتاب الامم)

یعنی ابوہریرہؓ اور عبادہؓ کی احادیث ام القرآن کے فرض ہونے کی دلیل ہے۔ یہ امام شافعیؒ کا مذہب ہے۔

مسلک امام ابو حنیفہؒ مولانا عبدالحی لکھنوی اپنی کتاب امام الکلام محو حاشیہ "غیث الغمام" میں لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ ابتدا میں فاتحہ خلف الامام کے قائل نہ تھے مگر بعد میں قائل ہو گئے۔ اصل عبارت یوں ہے:-

ثَانِيهَا اِسْتِحْسَانُهَا عَلٰى سَبِيْلِ الْاِحْتِيَاطِ وَعَدَمِ كَرَاهَتِهَا لِحَدِيْثِ الْمَرْفُوْعِ لَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْآنِ (غیاث الغمام ص۱۵۶)	یعنی دوسرا قول ان دونوں کا یہ ہے کہ مقتدی کو احتیاطاً سورۃ فاتحہ پڑھنا "مستحسن" ہے اور آہستہ نماز میں بھی اس کا پڑھنا مکروہ نہیں۔ اس لئے کہ صحیح مرفوع حدیث میں ہے کہ امام کے پیچھے قرآن کا کوئی حصہ نہ پڑھو مگر فاتحہ ضرور پڑھو

مسلک امام احمدؒ بن حنبلؒ امام ترمذیؒ نے امام احمدؒ اور دوسرے ائمہ کا مسلک نقل کیا ہے۔

قَالُوْا لَا تُجْزِيْ صَلٰوةٌ اِلَّا بِقِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ وَبِهٖ يَقُوْلُ اِبْنُ الْمُبَارَكِ وَ الشَّافِعِيُّ وَ اَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ بْنُ الرَّاهَوَيْهِ۔	یعنی صحابہؓ فرماتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی نیز عبداللہ بن مبارکؒ۔ امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور اسحاقؒ بن راہویہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

مسلک امام مالکؒ امام مالکؒ کی شہرہ آفاق کتاب "مؤطا" میں آپ کا مسلک ان الفاظ میں مذکور ہے۔

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا اَنْ يَّقْرَءَ الرَّجُلُ وَرَاءَ الْاِمَامِ	یعنی یحییٰؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالکؒ سے سنا فرماتے تھے: ہمارے نزدیک سری نمازوں میں

فِيمَا لَا يَجْهَرُ فِيهِ الْإِمَامُ وَيَتْرُكُ الْقِرَاءَةَ فِيمَا يَجْهَرُ فِيهِ الْإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ (موطا ج ۱ ص ۱۰۱)	مقتدی فاتحہ ضرور پڑھے۔ اور جہری نمازوں میں نہ پڑھے

محبوبِ سبحانی حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

پیران پیر شیخ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو سبھی مسلمان بہت بڑے بزرگ اور ولی اللہ مانتے ہیں۔

محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

قِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ فَرِيضَةٌ وَهِيَ رُكْنٌ تَبْطُلُ الصَّلٰوةُ بِتَرْكِهَا (غنیۃ الطالبین ص ۷۲۳)	سورۃ فاتحہ کا پڑھنا نماز کا ایسا رکن ہے کہ اس کے ترک کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے

اب محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے بعد مقلدین احناف خصوص بریلوی دوستوں کو غور و فکر کرنا چاہیئے۔ کیا وہ صرف اسی لئے ہیں کہ ان کا نام لے کر گیارھویں رچائی جائے، دھنداسیدھا کیا جائے اور ان کی تعلیمات وارشادات خواہ کچھ ہوں اس کی پرواہ نہ کی جائے۔ تف ہے ایسی محبت پر۔

قرآن مجید سے سُورۃ فاتحہ پڑھنے کا ثبوت

تمام مسلمان اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ شمع رسالت سرور کائنات رہبر اعظم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان قرآن حکیم کی تفسیر ہے۔

قرآن مجید کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں مسئلہ واضح کر دیا ہے تاکہ صراط مستقیم پر چلنے کیلئے کسی وقت بھی دقت کا سامنا نہ ہو

قرآن مجید میں ہے:-

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ۔ (پ ۲۹ ع ۱۴ مزمل)	یعنی پڑھو تم جو بھی آسان ہے قرآن سے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی تفسیر میں سب کو خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ پڑھنے کا حکم دیا ہے بخاری اور مسلم میں حدیث ہے کہ ایک شخص کو سید الرسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارکان نماز سکھاتے ہوئے فرمایا پڑھو مَا تَيَسَّرَ جو میسر ہو تجھے قرآن سے۔

قرآن مجید اور بخاری اور مسلم کی حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز میں قرآن پڑھنا چاہیئے اس کی مزید وضاحت ابو داؤد شریف میں ہے کہ اسی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثُمَّ اقْرَاْ بِاُمِّ الْقُرْآنِ	پھر اُم القرآن (سورۃ فاتحہ) پڑھ

مطلب یہ کہ سب نمازوں میں فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے خواہ سری ہو جہری۔ فرضی ہو یا نفلی۔ نمازی خواہ امام ہو یا مقتدی ہو یا منفرد ہو کوئی بھی انسان ہو مگر سورۃ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی۔ اب کسی ایک طبقہ کو اس حکم سے خارج

خارج کرلینا کہ مقتدی پر فاتحہ کا پڑھنا فرض نہیں ہے حکم خداوندی کی خلاف ورزی ہے۔

قرآن حکیم کا فیصلہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں اور ہم نے تم کو سات آیتیں دیں جو نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہیں (یعنی سورۃ الحمد شریف)

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ ـ (پ ۱۴)	اور ہم نے تم کو سات (آیتیں) دیں جو (نماز میں) دہرا کر پڑھی جاتی ہیں ۔ (یعنی الحمد شریف)

سات آیات والی سورۃ سے مراد سب علماء کے نزدیک سورہ فاتحہ ہے اسے اللہ تعالیٰ نے مثانی کہا ہے معنیٰ یہ ہے کہ مکرر پڑھی جانے والی۔ مکرر پڑھے جانے کا یہ مطلب ہے کہ ہر نماز میں یہ پڑھی جاتی ہے علامہ سیوطی نے لکھا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ قطعاً ثابت نہیں کہ آپ نے ایک نماز بھی سورۃ فاتحہ کے بغیر پڑھی ہو۔ (اتقان)

حنفیہ کے دلائل کا جواب

ہم یہاں قارئین کی تشفی کے لئے مختصراً احناف حضرات کے دلائل کی حقیقت بیان کئے دیتے ہیں تا مسئلہ کی صحیح صورت سامنے آسکے۔

پہلی دلیل

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (سورۃ اعراف آیت نمبر ۲۰۴)	یعنی جب پڑھا جائے قرآن تو پھر کان لگا کر سنو اُس کو اور خاموش رہو تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔

حنفی حضرات کہتے ہیں کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اُس کو سننا اور خاموش رہنا فرض ہے، تو نماز میں بھی امام قرآن پڑھتا ہے تو اس وقت خاموش رہنا اور قرآن سننا فرض ہے اس لئے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیئے، ورنہ

قرآن کی مخالفت لازم آئے گی۔

جواب اوّل قرآن سننا صرف اُن نمازوں میں ہوُا کرتا ہے جو بلند آواز سے پڑھی جائیں جیسے مغرب، عشاء کی پہلی دو رکعتیں اور صبح، جمعہ و عیدین کی دو نو رکعتیں تو ان کے علاوہ باقی نمازوں میں امام قرآن آہستہ پڑھتا ہے پھر حنفیوں پر لازم ہے کہ ان باقی نمازوں میں امام کے پیچھے فاتحہ پڑھیں۔

جواب دوم خود حنفیوں کی کتابوں میں یہ ذکر ہے کہ اگر کوئی مقتدی امام کے ساتھ بعد میں آکر ملے جب امام فاتحہ پڑھ رہا ہو یا کوئی سورۃ تو وہ مقتدی تکبیر بھی کہے اور ثناء بھی پڑھے آہستہ آواز میں۔ (منیۃ المصلی) تو ہم حنفیوں سے یہ کہتے ہیں کہ اگر تکبیر اور ثناء آہستہ آواز سے پڑھنے کی وجہ سے قرآن کی مخالفت نہیں ہوتی تو پھر سورۃ فاتحہ سے قرآن کی مخالفت کیسے ہو سکتی ہے۔

جواب سوم حنفیوں کی کتابوں میں یہ مسئلہ بھی تحریر ہے کہ جب کوئی نمازی صبح کی نماز کے لئے اُس وقت مسجد میں آئے جب جماعت شروع ہو چکی ہو تو اس کو چاہیئے کہ وہ مسجد کے دروازہ کے پاس صبح کی دو سنّتیں ادا کرلے خواہ اس کو امام کی قراءت کی آواز پہنچ رہی ہو، بلکہ آج بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ نماز ہو رہی ہوتی ہے مگر حنفی حضرات سنّتیں پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ یہاں قرآن پڑھا جا رہا ہے تو پھر دو رکعت سنّت پڑھنے سے اس کی مخالفت نہیں ہوتی تو پھر فاتحہ خلف الامام سے مخالفت کیسے ہو سکتی ہے

جواب چہارم اس مذکورہ آیت کا شانِ نزول امام رازیؒ اور علامہ سیوطیؒ نے یہ ذکر کیا ہے کہ کافروں نے اپنے ساتھیوں سے یہ کہا:-

لَا تَسْمَعُوا لِهٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ ۝ (سورہ حٰمٓ السجدہ آیت ۲۶)	یعنی اس قرآن کو نہ سنو اور اس میں شور مچاؤ تاکہ تم کو غلبہ حاصل ہو سکے۔

تو اس کے جواب میں اللہ نے سُورۃِ اَعراف والی آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا کہ جب جب قرآن پڑھا جائے تو تم اس کو سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

تو اس شانِ نزُول سے ثابت ہوُا کہ یہ مذکورہ فرمان الٰہی پانچ وقت نمازوں کے فرض ہونے سے پہلے نازل ہو چکا تھا اور اس میں ان کافروں کے مقابلہ مسلمانوں کو خاموش رہنے کی تلقین کی گئی تھی، یہ یاد رکھنا کہ پانچ وقتہ نمازیں ۱۱ھ نبوی میں معراج کی رات فرض ہوئی تھیں۔ اور سُورۃِ اَعراف اس سے پہلے ۹ھ نبوی میں نازل ہو چکی تھی اس لئے اس آیت میں نماز کے متعلق سرے سے کوئی حکم ہے ہی نہیں تاکہ اس کے ذریعہ فاتحہ خَلْفَ الْاِمَام سے لوگوں کو روکا جائے۔ یہ تو صرف کافروں کے شور مچانے کے مقابلہ میں مسلمانوں کو شور نہ مچانے کے مقابلہ میں مسلمانوں کو شور نہ مچانے کا حکم ہے اور اَنْصِتُوْا کا معنیٰ خاموش رہنا ہے کوئی کلام نہ پڑھنا نہیں ہے اس لئے آہستہ آواز میں فاتحہ پڑھنے کی اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

جوابِ پنجم خود اس آیت کا ماقبل اور مابعد بتا رہا ہے کہ اس میں قرآن پڑھے جانے کے دوران شور نہ کرنے کا حکم ہے بلکہ آہستہ آواز میں فاتحہ پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے کیوں کہ اس آیت سے ماقبل یہ ذکر ہے کہ کافر لوگ کہتے ہیں کہ اے پیغمبرؐ تو خود اپنی مرضی سے ہمارے مطالبہ کے مطابق کوئی معجزہ کیوں نہیں دکھاتا تو اللہ نے اس کا جواب دیا کہ آپؐ کہہ دیجئے کہ مَیں صرف ربّ کی وحی کا تابع ہوں میرے اختیار میں معجزہ دکھانا نہیں، اس سے ثابت ہوُا کہ یہ معجزہ دکھانے کا مطالبہ کر کے کافر اپنے تابع داروں سے کہتے تھے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو تم شور مچاؤ تاکہ تم کو غلبہ حاصل ہو تو اللہ نے ان کے جواب میں مسلمانوں کو فرمایا کہ تم قرآن پڑھے جانے کے دوران شور نہ مچاؤ تاکہ

تم پر رحم کیا جائے، تو اس سے فاتحہ خلف امام کی نفی کہاں ثابت ہوتی ہے۔

جوابِ ششم قرآن مجید کی بلاغت پر قربان جائیں کہ اس نے اپنے بلیغانہ انداز میں فرمایا کہ جب قرآن مجید پڑھا جا رہا ہو تو شور نہ مچاؤ بلکہ آہستہ آہستہ پڑھو یہ نہیں فرمایا کہ کچھ نہ پڑھو لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ آیت کریمہ سورۃ فاتحہ پڑھنے کی دلیل ہے۔ کیوں کہ بلند آواز سے نہ پڑھنے سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ پڑھو ضرور مگر آہستہ پڑھو۔ مزید بر آں بعد کی آئت میں قرآن مجید نے خود ہی تفسیر کر دی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آہستہ پڑھنے کا حکم ہے:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِىْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ (پ ۹ ع ۱۴)	یعنی یاد کر اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی اور خوف سے سوا بلند آواز کے۔

مطلب یہ ہوا کہ اپنے رب کا ذکر عاجزی سے کر کیوں کہ سورہ فاتحہ بھی ذکر الٰہی ہے تو اس فرمان میں پست آواز سے قرآن مجید کے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ حکم فاتحہ کے لئے بھی ہے۔

جوابِ ہفتم یہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ حضور اکرمؐ کے پیچھے ایک شخص نے بلند آواز میں قرآن پڑھا تو حضورؐ نے نماز سے فارغ ہو کر پوچھا کہ تم میں سے میرے پیچھے کون قرآن پڑھ رہا تھا جس کی وجہ سے میری آواز اس کی آواز سے ٹکرا رہی تھی، تو ایک شخص نے عرض کی کہ میں پڑھ رہا تھا تو اس پر حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ امام کے پیچھے قرآن نہ پڑھا کرو مگر فاتحہ ضرور پڑھو اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اس سے ثابت ہوا کہ فاتحہ آہستہ پڑھنے کا حکم پیغمبرؐ نے دیا تھا تاکہ امام اور مقتدی کی آوازوں میں منازعت ٹکراؤ

واقع نہ ہو اور حضرت ابو ہریرۃؓ کی یہ روایت پہلے گزر چکی ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ پست آواز میں پڑھا کرو۔ ان حدیثوں سے قرآنی حکم کی تفسیر ہو گئی کہ بلند آواز میں شور نہ کرو۔

حنفیوں کے قیاسی اعتراضات

امام ضامن ہے اس حدیث کو بھی حنفی حضرات دلیل میں پیش کرتے ہیں کہ امام کو ضامن کہا گیا ہے تو حنفی کہتے ہیں کہ امام نے فاتحہ پڑھنے کی ضمانت لے لی ہے اس لئے مقتدی کو فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیئے۔

جواب اس حدیث میں امام کو ضامن قرار دیا گیا ہے اور ضامِن وہ ہوا کرتا ہے، جو جس کا ضامِن ہو اُس سے وہ چیز طلب کر سکتا ہے جس کا وہ ضامِن ہے اور دوسرے شخص کو اپنے ضامِن کی بات مان لینی ضروری ہے۔ اس لئے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ امام کی تابع داری کرنی ضروری ہے جیسے کوئی شخص اپنے ضامن کی تابع داری کیا کرتا ہے اور حدیث کا سیاق و سباق یہی ثابت کر رہا ہے اور حنفی علماء نے بھی یہی معنے تحریر کئے ہیں۔ دیکھئے کنز الدقائق جلد چہارم صفحہ ۱۳۔

تیسری دلیل حضور اکرمؐ کی یہ حدیث جو حضرت اَبُو ہُرَیْرَۃؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرمؐ نے لوگوں کو اپنے پیچھے قرآن پڑھنے سے روکا تو لوگ رُک گئے۔ حنفی حضرات یہ کہتے ہیں کہ لوگ فاتحہ پڑھنے سے بھی رُک گئے لہٰذا فاتحہ خلف الامام نہیں پڑھنی چاہیئے۔

جواب اس حدیث کے راوی خود حضرت اَبُو ہُرَیْرَۃؓ ہیں اور وہ یہ فتویٰ دے رہے ہیں کہ فاتحہ کے سوا باقی قرآن نہ پڑھا کرو اور فاتحہ

پست آواز میں ضرور پڑھ لیا کرو یہ حدیث پہلے ذکر ہو چکی ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ اس حدیث کے راوی نے خود اس کا مطلب پیغمبرؐ سے یہی سمجھا ہے کہ فاتحہ کے علاوہ کوئی دوسری سورۃ نہیں پڑھنی چاہیئے یہ اصول کے قاعدہ کے بھی مطابق ہے کیوں کہ قراءت عام ہے اور خود پیغمبرؐ نے فاتحہ کے سوا باقی قرآن کی تخصیص فرما دی ہے اس لیئے یہ عام مخصوص مِنۂُ الْبَعض ہے

حنفی محققین علماء کا فتوے

چوں کہ ہمارے دور کے حنفی علماء عموماً حدیث کے علم سے ناواقف ہیں کہ ہم امام ابوحنیفہؒ کے مُقلِد ہیں اور امام ابوحنیفہؒ اور حنفی علماء کا مذہب یہ ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھی جائے۔ تو عام مسلمان اس فریب میں مبتلاء ہو جاتے ہیں کہ شاید ہمارے موجودہ علماء کی طرح سب حنفی علماء اور امام ابوحنیفہؒ بھی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع کرتے تھے تو اس بناء پر عام مسلمان ان علماء کے فتویٰ پر چلتے ہوئے امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھتے اور پھر اسی وجہ سے نماز جنازہ میں تو نہ امام فاتحہ پڑھتا ہے اور نہ مقتدی، یہ ظلم عظیم ہے اُس مَیّت پر کیوں کہ حدیث صحیح پہلے ہم ذکر کر چکے ہیں کہ سید الکونین رہبر اعظم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ کوئی بھی نماز بغیر سورۃ فاتحہ کے نہیں ہوتی نہ فرض نماز، نہ سنّت، نہ نفل، نہ امام کی، نہ مقتدی کی اور نہ ہی نماز جنازہ، اس لئے ہم مخلص مسلمانوں کے لئے ذیل میں حنفی علماء اور بزرگوں کا مذہب پیش کرتے ہیں کہ یہ سب فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے۔

امام ابوحنیفہؒ کے اُستاد حضرت حمادؒ کا فتویٰ

حضرتِ حمادؒ امام ابوحنیفہؒ کے مشہور استاد تھے اور یہ فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے چنانچہ امام بخاریؒ نے یہ روایت کی ہے۔

قَالَ حَنْظَلَةُ بْنُ اَبِي الْمُغِيْرَةِ سَاَلْتُ حَمَّادًا عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ فِي الْاُوْلٰى وَالْعَصْرِ فَقَالَ كَانَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ يَقْرَأُ فَقُلْتُ اَيُّ ذٰلِكَ اَحَبُّ اِلَيْكَ فَقَالَ اَنْ تَقْرَأَ۔
(جُزْءُ الْقِرَاءَةِ امام بخاریؒ ص)

یعنی حضرت حنظلہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حمادؒ سے سوال کیا امام کے پیچھے قراءت کی بابت ظہر اور عصر کی نماز میں تو انہوں نے فرمایا کہ سعید بن جبیر تابعیؒ پڑھا کرتے تھے۔ میں نے پھر کہا کہ آپؒ کو کیا پسند ہے تو حضرت حماد نے فرمایا کہ مجھے پڑھنا پسند ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتوےٰ

امام ابوحنیفہؒ کے متعلق فقہ کی کتابوں میں یہ بات مشہور ہے کہ ابتداء میں آپؒ فاتحہ خلف الامام کے قائل نہ تھے اور اُن کا یہ مسلک اُن کے شاگردوں کی عام کتابوں میں مشہور ہوگیا مگر محققینؒ نے امام ابوحنیفہؒ اور اُن کے شاگرد امام محمدؒ دونوں کا اس مسئلہ سے رجوع کرکے فاتحہ خلف الامام کا قائل ہونا ذکر کیا ہے چنانچہ حضرت عطاءؒ جو امام ابوحنیفہؒ کے ساتھیوں میں سے تھے وہ فرماتے ہیں کہ

كَانُوْا يَرَوْنَ عَلَى الْمَاْمُوْمِ

یعنی امام ابوحنیفہؒ کے ساتھی

الْقِرَاءَةَ فِيْمَا يَجْهَرُ فِيْهِ الْإِمَامُ وَفِيْمَا يُسِرُّ فَرَجَعَا مِنْ قَوْلِهِمَا الْأَوَّلِ إِلَى الثَّانِيْ (غیث الغمام ص۱۵۷)

مقتدی پر قراءۃ کو ضروری سمجھتے تھے اُن نمازوں میں بھی جن میں امام بلند آواز سے پڑھے اور اُن میں بھی جن میں آہستہ پڑھے لہٰذا امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ دونوں نے اپنے پہلے قول سے رجوع کر لیا تھا دوسرے کی طرف۔

اسی لئے ان کے سب ساتھی فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے اپنی آخری زندگی میں خود یہ فرما دیا تھا کہ

اُتْرُكُوْا قَوْلِيْ بِخَبَرِ الرَّسُوْلِ اللّٰهِ (میزان شعرانی)

حدیث کے سامنے میرا قول چھوڑ دو۔

حضرت امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں:۔

إِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِيْ (دُرِّ مختار جلد اول ص۵۰)
(عقد الجید ص۵۳)

یعنی جب حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو وُہی میرا مذہب ہے

اور امام عبدالوہاب شعرانیؒ مشہور صوفی عالم فرماتے ہیں:۔

فَإِنَّ مَذْهَبَ الْإِمَامِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ حَقِيْقَةً هُوَ مَا قَالَهُ وَلَمْ يَرْجِعْ عَنْهُ إِلَى أَنْ مَاتَ، (در میزان الکبریٰ جلد اول ص۳۰)

بیشک مذہب امام ابو حنیفہؒ کا فی الحقیقت وُہی قول ہے جو انہوں نے فرمایا اور پھر اُس سے رجوع نہ کیا ہو یہاں تک کہ وہ انتقال کر گئے۔

اس سے ثابت ہوا کہ جس مسئلہ میں امام صاحبؒ نے رجوع فرما لیا وُہ ان کا مذہب نہیں

بلکہ اُن کا مذہب وہی مسئلہ ہے جس کی طرف انہوں نے رجُوع فرمایا تو فاتحہ خلف الامام میں بھی آپؒ نے آخری زندگی میں سابقہ مسئلہ سے رجوع فرمایا تھا کیوں کہ اُن کو حدیثِ صحیح پہنچ چکی تھی تو پھر وہ حدیثِ صحیح کے مطابق خلف الامام کے قائل ہو گئے تھے

مشہور صوفی علماء ابو حفص کبیر اور ملّا جیونؒ حنفی کا فتویٰ

ابو حفص کبیرؒ مشہور حنفی صوفی عالمؒ گزرے ہیں اور یہ امام محمدؒ کے شاگرد تھے۔ فقہ کی مشہور کتاب کِفَایہ میں ان کا یہ مَسْلک ذکر ہے کہ آپؒ امام محمدؒ کے مسلک پر فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے۔ (مِسْکُ الْخِتَام جلد اول ص۲۱۹ و امام الکلام ص۱)

اور مُلّا جیونؒ بھی مشہور حنفی صُوفی عالمؒ گزرے ہیں۔ آپؒ اورنگ زیب عالمگیرؒ کے اُستاد تھے۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ

رَأَیْتَ الطَّآئِفَةَ الصُّوْفِیَةَ وَالْمَشَائِخَ الْحَنْفِیَّةَ تَرَاهُمْ یَسْتَحْسِنُوْنَ قِرَاءَةَ الْفَاتِحَةِ لِلْمُؤْتَمِّ۔ (تفسیر احمدی ص۲۸۱)	یعنی صوفیہ کے گروہ اور حنفی بزرگوں کو تو دیکھے گا کہ وہ مستحسن اور بہتر قرار دیتے تھے فاتحہ پڑھنے کو مقتدی کے لئے۔

یہ دونوں مشہور صوفی حنفی علماءؒ بھی فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے۔

شاہ ولی اللہ کے والدؒ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فتویٰ

شاہ ولی اللہ کے والد مشہور بزرگ عالم گزرے ہیں جنہوں نے عالمگیر کے ساتھ تعلیم حاصل کی تھی اور یہ فتاویٰ عالمگیری کی تدوین میں بھی شریک تھے ان کا

مسلک یہ مشہور ہے :-

لَوْ كَانَ فِيْ فِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ جَمْرَةٌ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ يُّقَالَ لَاصَلٰوةَ لَكَ

(امام الکلام بمسک الختام جلد اول ص۱۹)

یعنی اگر میرے مُنہ میں قیامت کے دن انگارے بھی بھر دیئے جائیں تو مجھے یہ پسند ہے اس بات سے کہ کہا جائے تیری نماز ہی نہیں ہوئی۔

اس سے ماقبل فاتحہ خلف الامام کی حدیث ذکر ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی تو آپ کا یہ فرمان اسی کے متعلق ہے اور شاہ ولی اللہ کا مسلک حُجَّةُ اللهِ الْبَالِغَة میں تحریر ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر امام بلند آواز سے فاتحہ پڑھ رہا ہو تو جب وہ وقف کرے تو مقتدی فاتحہ پڑھے اور اگر امام خفی آواز میں پڑھ رہا ہو تو پھر مقتدی آزادی سے فاتحہ پڑھے اور یہی قوی فتویٰ ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم ص۹)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فتویٰ

شاہ ولی اللہ کا مسلک مشہور ہے ہم صرف ایک عبارت بطور نمونہ تحریر کرتے ہیں:

ان یجھر الامام لا یقرء الا عند الاسکاته وان یسر فلك الا لخیار

(حجۃ اللہ البالغہ ص۵)

یعنی اگر امام بلند آواز سے پڑھ رہا ہو تو مقتدی امام کے سکتہ کے وقت پڑھے اگر امام آہستہ پڑھتا ہے تو مقتدی کو اختیار ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبدالعزیز کا فتویٰ

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں، آپؒ کا مسلک کتابوں

کتابوں میں یہ ذکر ہے کہ آپؒ امام کے پیچھے مقتدی کے لئے فاتحہ پڑھنے کو احسن و افضل قرار دیا کرتے تھے۔ (زبدۃ المقامات ص۲۰۹)

اور چوں کہ شاہ ولی اللہؒ اور ان کے والد شاہ عبد الرحیمؒ مجددی سلسلہ کے علماءؒ میں سے تھے اس لئے کہ شاہ ولی اللہؒ اپنے والدؒ کے مرید تھے اور وہ حضرت آدم بنوریؒ کے مرید تھے اور حضرت بنوریؒ حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کے مرید تھے، تو یہ مجدد الف ثانیؒ کا فیض عام تھا کہ یہ سب علماء فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے اسی لئے شاہ عبد الرحیمؒ اور شاہ ولی اللہؒ بھی اور ان کے بیٹے شاہ عبد العزیزؒ بھی فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے چنانچہ شاہ عبد العزیزؒ کا یہ فتویٰ ہے۔ مقتدی را باقتدآءِ امام در نماز بملاحظہ حدیث

لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ خواندنِ فاتحہ راجح است۔ (انفاس العارفین ص۶۹)	یعنی مقتدی کو امام کی اقتداء میں بھی اس حدیث کی رعایت سے فاتحہ پڑھنی بہت بہتر ہے۔

مولانا عبدالحیؒ لکھنوی حنفی کا فیصلہ

قابل دید ہے مولانا عبد الحیؒ لکھنوی حنفی مذہب میں بہت مشہور بزرگ اور ہندوستان میں حنفیت کے ترجمان گزرے ہیں آپ باوجود حنفی ہونے کے اپنی کتاب التعلیق المجید ص۱۰۱ میں فرماتے ہیں۔

لَمْ یُوْدِ فِیْ حَدِیْثٍ مَرْفُوْعٍ صَحِیْحٍ النَّھْیُ عَنْ قِرَاءَۃِ الْفَاتِحَۃِ خَلْفَ الْاِمَامِ وَکُلُّ مَاذَکَرُوْہُ مَرْفُوْعًا	یعنی کسی حدیث مرفوع صحیح میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کی ممانعت نہیں اور اس بارے میں جو مرفوع

فِيهِ اِمَّا لَا اَصْلَ لَهٗ وَ اِمَّا لَا يَصِحُّ (التعلیق الممجد صفحہ ۱۰۱)	روایات کرتے ہیں۔ ان میں بعض کا کوئی اصل نہیں یعنی جھوٹی ہیں اور بعض صحیح نہیں یعنی ضعیف ہیں۔

خلاصہ کلام فاتحہ خلف الامام کی بابت حضرت امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے شاگرد رشید امامؒ اور مولانا عبدالحیؒ لکھنوی کا فیصلہ کر کے ہم اپنے حنفی بھائیوں کے سامنے انصاف کی اپیل کرتے ہیں کہ خود غور کرو اور فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

دیوبندی عالم دین مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا فتویٰ

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو سب دیوبندی علماء اپنے دور کا قطب مانتے ہیں۔ آپؒ نے تحریر فرمایا ہے سُورۂ فاتحہ کی حدیث کی شرح میں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پیچھے کچھ نہ پڑھا کرو مگر فاتحۃ الکتاب پڑھو اس لئے کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ مولانا اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ امام کے پیچھے قراءۃ سے امام کے پڑھنے میں ثِقل پیدا ہوتا ہے۔ مگر فاتحہ کو چوں کہ نماز کے ساتھ زبردست خصوصیت حاصل ہے اس لئے جب امام کسی آیت کے خاتمہ پر وقف کرے تو مقتدی کو اس وقف کے دوران فاتحہ پڑھنی چاہیئے اور اس سے امام کی قراءۃ میں کوئی خلط اور ثِقل نہیں پیدا ہوتا اور امام کی قراءۃ سننے میں بھی کوئی خَلَل واقع نہیں ہوتا اس لئے امام کے وقف اور سکتہ میں سورۃ فاتحہ پڑھ لینی چاہیئے کیوں کہ حضورؐ کا یہ فرمان موجود ہے کہ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ یعنی کوئی نماز بغیر فاتحہ کے نہیں ہو سکتی۔ (سبیل الرشاد صفحہ ۱)

مشہور دیوبندی عالم مولینا انور شاہ صاحب کشمیریؒ

اور

مولینا ظفر احمد عثمانیؒ کا فتویٰ

مولینا انور شاہ صاحب کشمیریؒ دیوبندی علماء میں مشہور عالم دین گذرے ہیں آپؒ تحریر فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ نے فاتحہ خلف الامام سے منع نہیں کیا اگرچہ فاتحہ کا نہ پڑھنا اُن کا معمول بہ تھا مگر اس سے بھی رجوع ثابت ہے اور اسی لئے امام محمدؒ نے بھی رجوع فرمایا۔ (فصل الخطاب صنہ)

مولینا ظفر احمد عثمانیؒ حضرت مولینا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ تھے۔ آپؒ کا ایک طویل مضمون فاتحہ خلف الامام کے متعلق موجود ہے جس میں آپؒ فرماتے ہیں کہ جو لوگ امام کے سکتوں میں سورۃ فاتحہ پڑھ سکیں تو اس کو کسی نے ناجائز اور حرام نہیں کہا اسی طرح سری نمازوں میں بھی فاتحہ خلف الامام جائز ہے پھر فرماتے ہیں کہ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ مقتدی امام کے پیچھے الحمد شریف آہستہ آہستہ پڑھے تاکہ امام کو تشویش نہ ہو۔

(ماہنامہ فاران کراچی ماہ نومبر دسمبر ۱۹۶۰ء)

مشہور بزرگ حضرت مخدوم جہانیاں کا فتویٰ

حضرت مخدوم جہانیاںؒ اوچ شریف کے رہنے والے مشہور بزرگ گذرے ہیں آپؒ کو لوگ جہاں گشت کہا کرتے تھے، آپؒ کا یہ فتویٰ تحریر ہے کہ

كَانَ يُجَوِّزُ الْقِرَاءَةَ | یعنی آپؒ امام کے پیچھے قراءۃ

خَلفَ الاِمَامِ وَکَانَ يُجَوِّزُ صَلٰوۃَ الغَائِبِ مِنَ المَوْتٰی۔	کو جائز قرار دیا کرتے تھے اور ایسے ہی غائبانہ نماز جنازہ کو بھی جائز قرار دیا کرتے تھے۔

اور پہلے مسئلہ کا حوالہ جَامِعُ العُلُوم سے پیش فرماتے تھے اور دوسرے کا الخِزَانَہ نامی کتاب سے۔ (نُزھَۃُ الخَوَاطِر ص۲۹)

سلطان الاولیاء حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کا فتویٰ

علامہ کرمانی نے اپنی کتاب سَیَرُ العُلَمَاء میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ حضرت نظام الدینؒ حنفی مسلک تھے لیکن فاتحہ خلف الامام کو جائز قرار دیتے تھے اور خود بھی امام کے پیچھے آہستہ آہستہ پڑھا کرتے تھے تو آپؒ کے خادم نے کہا کہ حضورؒ یہ روایت ہے کہ جو شخص امام کے پیچھے قراءت کرے اُس کے مُنہ میں انگارے ڈالے جائیں گے تو آپؒ نے فرمایا کہ رسول اللہ کی یہ حدیث صحیح موجود ہے کہ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الکِتَاب۔ تو اس لئے میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ قیامت کے دن بے شک میرے منہ میں انگارے ڈالے جائیں لیکن میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ قیامت کے روز کہا جائے کہ تیری نماز ہی نہیں ہوئی اور پھر اس کے ساتھ ہی قاضی رُکن الدینؒ کا ایک مناظرہ بھی روایت ہے کہ ایک روز خواجہ نظام الدینؒ نے اپنی مجلس میں فرمایا کہ جو شخص امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اس بات پر قاضی رُکن الدینؒ نے کہا کہ:۔

ترا با حدیث چہ کار۔ قول از اُبو حنیفہؒ بیار۔	یعنی تجھے حدیث سے کیا سروکار ہے امام ابو حنیفہؒ کا قول پیش کر۔

اس پر خواجہ صاحبؒ نے فرمایا: سبحان اللہ میں حدیثِ مصطفویؐ پیش کر رہا ہوں اور آپ مجھ سے ابوحنیفہؒ کی روایت طلب کرتے ہیں۔ پھر فرمایا:

اِنِّیْ عَجِبْتُ الْیَوْمَ مِنْ جُرْأَۃِ الْفُقَہَاءِ کَیْفَ اَنْکَرُوا الْاَحَادِیْثَ وَقَالُوْا اِنَّ الرِّوَایَۃَ الْفِقْہِیَّۃَ مُقَدَّمَۃٌ عَلَیْہَا۔	یعنی مجھے تعجب ہو رہا ہے فقہاء سے کہ یہ کیسے رسولؐ کی حدیثوں کا انکار کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ فقہی روایت حدیثوں پر مقدم ہے۔

(نُزْہَۃُ الْخَوَاطِر ص۱۲۶ و تاریخِ فرشتہ مترجم اردو جلد دوم ص۶۱)

ہمارے بریلوی اور دیوبندی بھی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کو اپنا بزرگ مانتے ہیں لیکن باوجود اس کے اُن کے فرمان کے خلاف ہیں۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ مجھے اس زمانہ کے فقہاء کی دلیری پر تعجب آتا ہے کہ جو حدیثوں کا انکار کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فقہی روایات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر مقدم ہے۔

حنفیوں کی ایک اور دلیل اور اس کا جواب

حنفی حضرات فاتحہ خلف الامام کے خلاف اور حدیث پیش کیا کرتے ہیں کہ حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ۔ رواہ الدارقطنی	یعنی جس شخص کا امام ہو پھر امام کی قرأۃ اس مقتدی کی قرأت ہے۔

اس سے ثابت ہؤا کہ جب امام نے فاتحہ پڑھ لی تو یہی امام کی قرأت مقتدی کی قرأت مقتدی کی قرأت ہو جاتی ہے۔ اس لئے مقتدی کو علیٰحدہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جواب اوّل امام دار قطنیؒ نے اس روایت کو نقل کر کے آخر میں یہ بھی فرمایا ہے کہ ھٰذِہٖ مُنْقَطِعَةٌ یعنی یہ روایت مُنْقَطِعْ ہے اور مُنْقَطِعْ وہ روایت ہؤا کرتی ہے جس میں صحابیؓ کے بعد راویوں کے سلسلہ میں کسی راوی کا نام ذکر نہ ہو ایسی حدیث ضعیف روایت کہلاتی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:۔

حَدِيْثُ مَنْ كَانَ لَهٗ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ مَشْهُوْرٌ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ وَلَهٗ طُرُقٌ مِنْ جَمَاعَةٍ الصَّحَابَةِ وَكُلُّهَا مَعْلُوْلَةٌ

(فتح الباری شرح بخاری جلد اوّل صفحہ)

یعنی یہ حدیث کہ امام کی قراءۃ مقتدی کی قراءۃ ہوتی ہے یہ حضرت جابرؓ کی روایت کردہ حدیث ہے اور اس کو متعدد طریقوں سے صحابہؓ کی ایک جماعت سے روایت کیا گیا ہے، لیکن یہ سب طریقے معلول ہیں۔

تو معلول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سب طریقوں میں کمزوری کی علّت موجود ہے اس لئے جتنے بھی طریقوں سے یہ حدیث نقل کی گئی ہے اُن میں سے کوئی بھی قابلِ قبول نہیں ہے۔

دوسرا جواب یہ کہ اُصولِ فقہ میں یہ قاعدہ ذکر ہے جس کو سب علماء تسلیم کرتے ہیں کہ جب قرآن و حدیث میں کوئی عام حکم آجائے اور پھر اُسی عام حکم کے متعلق کوئی تخصیص بھی قرآن و حدیث میں

کوئی عام حکم آجائے اور پھر اسی عام حکم کے متعلق کوئی تخصیص بھی قرآن وحدیث میں ذکر ہو تو اُس عام حکم سے مراد خاص حکم ہُوا کرتا ہے اور ایسے حکم کو عام مخصوص مِنہُ البعض کہا جاتا ہے۔ یعنی ایسا عام جس میں سے کسی بعض حصّہ کی تخصیص کی گئی ہو تو اس قاعدہ کے تحت بفرضِ محال یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اس کی تخصیص ہو جائے گی حضرت عبادہؓ کی صحیح حدیث سے یعنی فاتحہ کے سوا باقی قرآن کے پڑھنے کی ضرورت نہیں، امام کی قرأت ہی کافی ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

اعتراض

فاتحہ خلف الامام کے فرض ہونے پر حنفیوں کی جانب سے یہ مشہور اعتراض کیا جاتا ہے اور عوام کو اس غلط فہمی میں مبتلا کیا جاتا ہے کہ جب مقتدی امام کے ساتھ رکوع میں آکر ملتا ہے تو اس کی یہ رکعت ہو جاتی ہے۔ حالاں کہ اس نے فاتحہ کوئی نہیں پڑھی ہوتی۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے۔ کیونکہ حقیقت نماز صرف ایک رکعت ہے اور پھر باقی رکعتوں میں اس کا تکرار ہوتا ہے۔ جب یہ حقیقتِ نماز جو ایک رکعت ہے بغیر فاتحہ کے ہو گئی تو اس سے ثابت ہوا کہ فاتحہ کا پڑھنا اس مقتدی کے لئے کوئی ضروری نہیں ورنہ اس کی یہ رکعت نہ ہوتی حالاں کہ بہت سارے ائمہ کے نزدیک یہ رکعت ہو جاتی ہے۔

جواب

یہ اعتراض تو خود حنفیوں پر بھی وارد ہوتا ہے کیوں کہ حنفیوں کے نزدیک امام کی قرأتِ فاتحہ مقتدی کی قرأت فاتحہ ہو جاتی ہے تو مذکورہ صورت میں جب امام نے فاتحہ پڑھی تھی تو اس وقت یہ مقتدی امام کا مقتدی ہی نہ بنا تھا۔ اس وقت یہ بالکل امام سے بے تعلق تھا۔ یہ تو امام کا مقتدی رکوع میں آکر بنتا ہے جب امام فاتحہ پڑھ چکا ہوتا ہے تو پھر اس کی یہ رکعت حنفیوں کے نزدیک کیسے درست ہو سکتی ہے۔ کیوں کہ اس مقتدی کے مقتدی بننے کے بعد امام نے

بھی کوئی فاتحہ نہیں پڑھی اور خود اس نے بھی نہیں پڑھی تو پھر اس کی یہ رکعت کیسے درست ہو سکتی ہے لہٰذا جو احناف یہ کہتے ہیں کہ ایسے مقتدی کی رکعت ہو جاتی ہے جو امام کے ساتھ رکوع میں ملے وہ بالکل غلط ہیں۔ خود اُن کے مذہب کے مطابق نہ امام نے اس مقتدی کے لئے فاتحہ پڑھی ہے۔ نہ ہی مقتدی نے خود پڑھی ہے بلکہ بغیر قرأتِ قرآن کے یہ رکعت جو حقیقتِ نماز کے لئے حنفیوں کے نزدیک بھی ضروری ہے اور جب اس مقتدی کے لئے اس کے مقتدی ہونے کے بعد نہ امام کی قرأت موجود ہے اور نہ ہی اس کی اپنی قرأت تو یہ رکعت کیسے ہو سکتی ہے۔ لہٰذا یہ مسئلہ بالکل غلط ہے۔ ایسی صورت میں اس مسئلہ سے فاتحہ خلف الامام کے غیر ضروری ہونے پر استدلال کرنا بنائے فاسد علی الفاسد ہے۔ چنانچہ ائمہ محدثین نے صاف تصریح کی ہے جو شخص امام کے ساتھ رکوع میں ملے اس کی یہ رکعت نہیں ہوتی اور اس کو یہ رکعت امام کے سلام پھیر لینے کے بعد ادا کرنا ضروری ہو گی۔

شمعِ نبوّت سرورِ دو عالمؐ کا فرمان

مَنْ اَدْرَكَ الْاِمَامَ فِي الرُّكُوْعِ فَلْيَرْكَعْ مَعَهُ وَلْيُعِدِ الرَّكْعَةَ (جزء القرأۃ بخاری)	جو شخص رکوع میں امام کو پائے تو اس کے ساتھ رکوع کرے اور بعد میں رکعت کو لوٹائے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص

الْإِمَامَ فِي الرُّكُوْعِ فَلْيَرْكَعْ مَعَهٗ وَلْيُعِدِ الرَّكْعَةَ (نیل الاوطار جلد۲ ص۱۸۴)

امام کو حالت رکوع میں پائے اس کے ساتھ رکوع میں چلا جائے اور (بعد فراغت) امام اس رکعت کو دہرائے۔

علامہ موصوف کی اصل عبارت ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:۔

وَقَدْ بَحَثْتُ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةَ وَاَحَطْتُهَا فِيْ جَمِيْعِ بَحْثِيْ فِقْهًا وَّحَدِيْثًا فَلَمْ اُحَصِّلْ مِنْهَا عَلٰى غَيْرِ مَا ذَكَرْتُ يَعْنِيْ عَدَمَ الْاِعْتِدَادِ بِاِدْرَاكِ الرُّكُوْعِ (فقط نیل الاوطار جلد۲ ص۱۸۴)

میں نے اس مسئلہ کے تمام گوشوں کا احاطہ اور فقہ وحدیث کا پورا ذخیرہ کھنگالا لیکن مجھے اس کے سوا کچھ نہ ملا کہ رکوع میں ملنے سے رکعت نہیں ہوتی۔

امام بیہقیؒ، حافظ ابن حجر اور امام بخاریؒ وغیرہ نے یہی فتویٰ دیا ہے۔ چناں چہ امام بخاریؒ اپنی کتاب جزء القرأۃ میں حضرت ابوہریرہؓ کا یہ قول نقل فرمایا ہے۔

من ادرك في الركوع فليركع معه وليعد الركعة (جزء القرأۃ امام بخاریؒ)

یعنی جو شخص امام کو پالے رکوع میں تو وہ امام کے ساتھ رکوع کرے اور بعد میں اس رکعت کو لوٹائے۔

اس سے ثابت ہوا کہ رکوع میں ملنے والے مقتدی کی رکعت نہیں ہوتی۔ حنفی فقہ میں یہ مسئلہ غلط مشہور ہوگیا اور کسی نے تحقیق نہیں کی۔ کیوں کہ تقلید نے ان لوگوں کو اندھا کر رکھا ہے ورنہ یہ خود اپنے اماموں کے اصولوں کے خلاف ایسا فتویٰ ہرگز نہ دیتے۔ دوسرا جواب یہ بھی ہے کہ یہ بات تو خود حنفیوں کے ہاں بھی مسلم ہے اور باقی علماء کے نزدیک بھی کہ نماز کی حقیقت صرف ایک رکعت ہے

باقی رکعتوں میں اس حقیقت کا تکرار ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت نماز وتر بھی ادا فرمائی ہے اس لئے کہ ایک رکعت نماز کا ادنیٰ درجہ ہے اور یہ مسئلہ اصولی طور پر مسلمہ ہے کہ ہر حقیقت اپنے اجزاء ذاتیہ کے بغیر نہیں پائی جاتی اور ان اجزائے ذاتیہ کو شریعت میں ارکان کہا جاتا ہے۔ لہٰذا حقیقتِ نماز کے ارکان میں سے اگر کوئی رکن فوت ہو جائے تو حقیقت نماز فوت ہو جائے گی اور یہ ارکان پانچ ہیں جو ہر رکعت میں پائے جاتے ہیں اور ان ارکان کا ذکر قرآن کریم میں اجمالی ہے اور حدیث میں تفصیلی، وہ ارکان یہ ہیں۔ اوّل نیت کیوں کہ قرآن کریم میں ذکر ہے کہ

اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا بوجوھکم وارجلکم الی الکعبین۔	یعنی جب تم ارادہ کرو نماز کا تو پھر دھو لیا کرو اپنے چہروں کو ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کر لیا کرو اپنے سروں کا اور دھو لیا کرو اپنے پیروں کو ٹخنوں تک۔

اس ارشاد میں نماز کی طرف قائم ہونے سے مراد نماز کا ارادہ کرنا ہے اور اسی ارادہ کو نیت کہا جاتا ہے اور اس نیت کا رکن ہونا حدیثِ رسولؐ میں تفصیل سے ذکر ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ سے روایت ہے:

مخبرِ صادقؐ نے فرمایا:

انما الاعمال بالنیات (مشکوٰۃ)	یعنی اعمال صرف نیتوں کے ذریعہ ہو سکتے ہیں۔ اور اسی نیت کو ارادہ کہا جاتا ہے

مذکورہ بالا آیت اور حدیث دونوں سے نیت کا رکن ہونا وضو کے لئے

بغیر نیت کے نماز نہ ہوگی۔
بھی اور نماز کے لئے بھی ثابت ہوا ہے۔
دوسرا رکن ہے قیام یعنی کھڑا ہونا قرآن کریم کا ارشاد ہے قوموا للہ قانتین ۰ یعنی کھڑے ہو جاؤ تم اللہ کے لئے فرماں بردار ہو کر اور احادیث میں اس کی تفصیل ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے ہمیشہ نماز کھڑے ہو کر پڑھائی تو اگر قیام رہ جائے تو نماز نہ ہوگی۔

تیسرا رکن رکوع ہے اور چوتھا سجدہ۔ ان دونوں کا رکن ہونا قرآن میں ذکر ہے۔ ارشاد ہے وَارکعُوا وَاسجُدُوا یعنی رکوع اور سجدہ کرو اور پانچواں رکن ہے قرأت فاتحہ قرآن کا ارشاد ہے فَاقرأُو ما تیسّرَ منه یعنی پڑھو تم وہ حصہ قرآن کا جو تم کو آسانی سے حاصل ہے۔ اور ہر مسلمان کو آسانی سے فاتحہ ہی یاد ہوتی ہے۔ لہٰذا اس سے مُراد فاتحہ کا پڑھنا ہے اور اس کی تفصیل حدیث میں اس طرح آئی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ (بخاری شریف)	یعنی نہیں نماز اس شخص کی جو فاتحہ نہ پڑھے۔

اس اصول کے بعد اب ہم یہ عرض کرتے ہیں۔ ایک قیام اور دوسرا فاتحہ لہٰذا اس کی یہ رکعت کیسے ہو سکتی ہے ہاں اگر کھڑے کھڑے فاتحہ پڑھ لے اور پھر امام کے ساتھ رکوع میں تو اس کی یہ رکعت ہو جائے گی کیوں کہ اس نے اس رکعت کے دونوں رکن ادا کر دیئے یعنی قیام بھی اور قرأتِ فاتحہ بھی۔ بہر حال فاتحہ کے بغیر حقیقت نماز بالکل فوت ہو جاتی ہے کیوں کہ یہ نماز کا رکن ہے۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

الداعی :۔ عبد الرحمٰن دیوبندی

متبع قرآن و حدیث

رکوع کی رکعت

امام شوکانیؒ اور محدث روپڑی

امام شوکانیؒ کا مسلک تھا کہ رکوع کی رکعت ہو جاتی ہے۔ پھر فتویٰ دیا کہ رکوع کی رکعت نہیں ہوتی جیسا کہ نیل میں ہے۔ پھر رکوع کی رکعت کے قائل ہوئے، ان کے اس فتویٰ پر تعاقب کرتے ہوئے محدث روپڑی نے لکھا ہے۔

امام شوکانیؒ نے جو کچھ لکھا ہے اس کی بنا انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث مندرجہ پر رکھی ہے۔

مَنْ اَدْرَكَ مَعَ الْاِمَامِ رَكْعَةً قَبْلَ اَنْ يُّقِيْمَ صُلْبَهٗ فَقَدْ اَدْرَكَهَا۔

یعنی جو شخص امام کے پیٹھ سیدھا کرنے سے پہلے امام کے ساتھ رکعت پالے اس نے رکعت پالی۔

اس حدیث کو ابن عدی اور بیہقی نے ضعیف کہا ہے ملاحظہ منتخب کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۲۵۶۔ نیز اس حدیث کے راوی ابوہریرہؓ کا فتویٰ اس کے خلاف ہے۔ حافظ ابن حجر تلخیص میں لکھتے ہیں:۔ حدیث ابی ہریرۃؓ:

مَنْ اَدْرَكَ فِي الرُّكُوْعِ فَلْيَرْكَعْ مَعَ الْاِمَامِ وَلْيُعِدِ الرَّكْعَةَ البخاری فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ مِنْ حَدِيْثِ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا

ابوہریرہؓ فرماتے ہیں جو شخص امام کو رکوع میں پائے تو اس کے ساتھ رکوع کرے اور اس رکعت کو لوٹائے اور امام بخاری نے جزء القراۃ میں اس حدیث کو ان الفاظ سے روایت کیا ہے

اَدْرَكْتَ الْقَوْمَ رُكُوْعًا لَمْ يُعْتَدَّ بِتِلْكَ الرَّكْعَةِ وَهٰذَا هُوَ الْمَعْرُوْفُ مَوْقُوْفٌ وَاَمَّا الْمَرْفُوْعُ فَلَا اَصْلَ لَهٗ۔	کہ جب تو جماعت کو رکوع میں پائے تو اس کا اعتبار نہیں۔

جب ابوہریرہؓ راوی حدیث رکوع میں رکعت کے قائل نہیں تو معلوم ہوا کہ یہ روایت ٹھیک نہیں۔ ورنہ صحابی سے یہ بعید ہے کہ راوی ہو کر صریح حدیث کا خلاف کرے۔

مولوی عبدالجلیل سامرودی اور مسئلہ رکوع کی رکعت

مولوی عبدالجلیل سامرودی نے بھی لکھا ہے کہ رکوع میں رکعت ہو جاتی ہے۔

(۲) اس کی تائید میں انہوں نے ابوداؤد کی وہ حدیث بیان کی ہے جس کو ابوداؤد نے باب الرجل یدرك الامام ساجدا کیف یصنع میں روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جِئْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ وَنَحْنُ سُجُوْدٌ فَاسْجُدُوْا وَلَا تَعُدُّوْهَا شَيْئًا وَمَنْ اَدْرَكَ الرَّكْعَةَ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ۔	یعنی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم نماز کے لئے آؤ اور ہم سجدہ میں ہوں تو سجدہ کرو اور اس کو کچھ شمار نہ کرو اور جس نے رکعت پالی اس نے نماز پالی۔

اس حدیث میں رکعت رکوع کے معنی میں ہے، چنانچہ بیہقی کی روایت میں ہے اِذا لم یکن مع الرکوع سجدہ میں ملو تو کچھ شمار نہ کرو۔ جب تک اس کیساتھ رکوع نہ ہو۔

محدث روپڑیؒ ابوداؤد کے حوالہ سے جو حدیث بیان کی گئی ہے وہ ضعیف ہے

چنانچہ امام بیہقی معرفت میں ابو بکرہ کی حدیث پر لکھتے ہیں۔

وذالك على ادراك الركعة بادراك الركوع وقد روى صريحًا عن ابن مسعود و زيد بن ثابت و ابن عمرو فى غير مُرسل عن النبى صلى الله عليه وسلم و غير موصول عنه غير قوى اما المرسل فرواه عبد العزيز بن رفيع عن رجل عن النبى صلى الله عليه وسلم واما الموصول فاخبرنهُ ابو عبد الله الحافظ قال اخبرنا الحسين بن الحسن بن ايوب قال حدثنا ابو يحيىٰ بن مسيرة قال حدثنا ابن ابى مريم قال حدثنا نافع بن يزيد قال حدثنا يحيىٰ بن ابى سليمان عن زيد بن ابى عتاب وسعيد بن ابى سعيد المقبرى عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا جئتم الى الصلوٰة ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدّدها شيئًا ومن ادرك الركعة فقد ادرك الصلوٰة تفرد به يحيىٰ بن ابى سليمان هذا وليس بالقوى (التعليق المغنى على سنن دارقطنى) ابو بکرہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رکوع میں ملنے سے رکعت ہو جاتی ہے اور ابن مسعود زید بن ثابت اور ابن عمر کا صریح فتویٰ اس کی بابت مروی ہے اور ایک مرسل حدیث اور ایک موصول غیر قوی حدیث بھی اس کی بابت آئی ہے۔ مرسل حدیث کو عبد العزیز بن رفیع نے ایک شخص سے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے اور موصول ابو ہریرہؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نماز کو آؤ اور ہم سجدہ میں ہوں تو اس کو کچھ نہ سمجھو اور جو رکعت پالے اس نے نماز پالی۔ اس حدیث کی اسناد میں یحییٰ بن ابی سلیمان راوی قوی نہیں۔ اس عبارت میں امام بیہقی نے یحییٰ بن ابی سلیمان کے ضعف کی تصریح کی ہے پس علامہ ذہبی کا یہ کہنا کہ کسی امام کی جرح اس پر مذکور نہیں یہ ٹھیک نہیں۔ ہاں امام بیہقی نے جرح مفسر نہیں کی یعنی ضعف کی وجہ نہیں بتائی۔ مگر اس کے مقابلہ میں کوئی زبردست توثیق بھی نہیں۔ اس لئے اس حدیث کی صحت کوئی پوری

تسلی بخش نہیں، اس کے علاوہ ابو ہریرہؓ اس حدیث کے راوی اس کے خلاف ہیں چنانچہ ابھی گذرا ہے۔ نیز رکعت بمعنی رکوع لینا خلاف ظاہر ہے۔ بڑی دلیل اس حدیث میں رکعت سے رکوع مراد ہونے کی یہ پیش کی جاتی ہے کہ رکعت سجدہ کے مقابلہ میں ہے لیکن عبدالعزیز بن رفیع کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ سجدے کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ ایک شخص سجدے میں آکر شامل ہؤا تھا تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سجدہ کو کچھ نہ سمجھو۔ گویا سجدے کا ذکر رکعت کے مقابلہ کے طور پر نہیں بلکہ موقع محل کے لحاظ سے ہے اور رکعت اپنے معنی پر ہے۔ عبدالعزیز بن رفیع کی حدیث کا جواب بھی یہی ہے۔

مولوی انور شاہ مولوی انور شاہ نے فصل الخطاب میں عبدالعزیز بن رفیع کی حدیث سے رکوع میں رکعت ہونے پر استدلال کیا ہے، ہم نے اس کا یہی جواب دیا ہے کہ سجدے کا ذکر موقع اور محل کے لحاظ سے ہے اور رکعت اپنے معنی پر ہے۔

مولوی عبدالجلیل آپ نے بیہقی سے عبدالعزیز بن رفیع کی حدیث کی دو سندیں ذکر کی ہیں پھر دو سندوں کے راویوں کی توثیق کی ہے لیکن دونوں سندوں میں ایک ایک راوی چھوڑ دیا ہے اس کی توثیق نہیں کی، پہلی سند میں محمد بن احمد بابویہ کی بابت کچھ نہیں لکھا اور دوسری سند میں ابو طاہر حنفیہ کی بابت کچھ نہیں لکھا۔ مولوی انور شاہ نے اس کو خطاب عالیہ سے ایک اور سند سے ذکر کیا ہے اور اس کی تصحیح بھی نقل کی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:۔

وفیہ مرفوع قال الحافظ فی المطالب العالیہ قال مسدد وحدثنا یحیی بن سفیان حدثنی عبدالعزیز بن رفیع عن شیخ من الانصار قال ان رجلا دخل المسجد فسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خفق نعلیہ فلم سلم

كيف ادركتنا قال سجودا فسجدت قال كذالك فافعل ولا تعتدوا بالسجدة مالم تدركوا الركعة فاذا رايتم الامام قائما فقوموا وراكعا فاركعوا وساجدا فاسجدوا وجالسا فاجلسوا صحيح وهي عند آخرين ايضا وانما نقلته عند المطالب لتصحيحه اياه وما قاله البيهقي في المعرفة انه مرسل فانه يريد مالم يسم صحابيه افصل لا يعلم من الصحابة ص۸۲) رکوع میں رکعت کی بابت ایک مرفوع حدیث آئی ہے۔

حافظ نے مطالب عالیہ میں کہا ہے مسدد بن سرہد کہتے ہیں ہمیں یحییٰ بن سعید قطان نے حدیث سنائی۔ وہ ایک شیخ انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جوتوں کی آواز سنی۔ جب آپؐ نے سلام پھیرا تو فرمایا تو نے ہمیں کس حالت میں پایا؟ کہا سجدہ میں! پس میں نے سجدہ کیا۔ فرمایا اس طرح کیا کر اور سجدہ کو شمار میں نہ لاؤ۔ جب تک رکعت نہ پاؤ۔ جب امام کو قیام کی حالت میں پاؤ تو قیام میں شامل ہو جاؤ، اگر بیٹھے پاؤ تو بیٹھ جاؤ یہ حدیث صحیح ہے۔ یہ حدیث اور محدثین نے بھی ذکر کی ہے لیکن میں نے اس کو مطالبہ عالیہ سے اس لئے نقل کیا ہے کہ حافظ کے مطالب عالیہ میں اس کو صحیح کہا ہے اور بیہقی کا معرفہ میں اس کو مرسل کہنا اس سے مراد یہ ہے کہ صحابی کا نام نہیں لیا گیا۔

محدث روپڑی میں نے اس کے جواب میں الکتاب المستطاب فی جواب فصل الخطاب میں لکھا ہے:۔ قوله ولا تعتدوا بالسجدة مالم تدركوا الركعة الخ ذكر السجدة باعتبار المورد والركعة على معناها۔

قوله۔ مالم يسم صحابيه الخ هذا ليس معنى الارسال ثم لم يعلم ان الشيخ الذى لم يسم صحابى ام لا فتامل فيه (الكتاب المستطاب ص۲۵۷ و ص۲۵۸)

یعنی سجدہ کا ذکر موقعہ محل کے لحاظ سے ہے اور رکعت اپنے معنی پر ہے اور بیہقی کے کلام میں مرسل سے یہ مراد لینا کہ اس کے صحابی کا نام نہیں لیا گیا۔ یہ مرسل کا معنی نہیں (مرسل

کا معنی یہ ہے کہ تابعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرے اور صحابی کا ذکر چھوڑ دے) پھر یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ شخص انصاری جس کا نام نہیں لیا گیا صحابی ہے یا کہ نہیں۔ اس میں تامل کر۔۔۔ ہمارے اس اخیر کے فقرے (اس میں تامل کر) سے اس طرف اشارہ ہے کہ ظاہر عبارت سے صحابی ہونا معلوم ہوتا ہے اگرچہ پورا اطمینان نہیں۔ دوسرے ایک اور روایت کی طرف اشارہ ہے جس میں تصریح ہے کہ یہ شخص انصاری صحابی ہے۔ عون المعبود میں ہے یعنی ابن ابی شیبہ نے عبد العزیز بن رفیع سے روایت ذکر کی ہے وہ ایک شخص انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے کی حالت میں میرے جوتے کی آواز سنی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا وہ کون شخص تھا جس کے جوتے کی آواز میں نے سنی؟ کہا یا رسول اللہ! میں ہوں۔ فرمایا تو نے کیا کیا! کہا میں نے آپ کو سجدے میں پایا، پس سجدہ کیا۔ فرمایا اس طرح کرو اور سجدہ کو شمار میں نہ لاؤ۔ جو مجھے رکوع میں یا قیام میں یا سجدے میں پائے تو میرے ساتھ اس حالت میں شامل ہو جائے۔ جس حالت پر میں ہوں (جلد اول ص۳۲۵) ــــــ اسی روایت میں تصریح ہے کہ یہ شیخ انصاری صحابی ہے کیونکہ یہ واقعہ اسی کا ہے اور اسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ میں پایا ہے۔ اب بیہقی کو یہ روایت معلوم نہیں ہوئی یا یہ روایت صحت کو نہیں پہنچی، یا صحابی کا مجہول ہونا بھی ان کے نزدیک صحت کو مانع ہو، اس لئے انہوں نے شیخ انصاری کے ذکر کو کالعدم قرار دے کر حدیث پر مرسل ہونے کا حکم لگا دیا اور صرف صحابی کا نام نہ ذکر ہونے سے مرسل کہنا جیسے انور شاہ کا خیال ہے یہ ٹھیک نہیں ہے کیونکہ نہ تو یہ مرسل کا معنی ہے نہ ان کی مراد یہ ہے۔ بلکہ مرسل سے مراد ان کی موصول کے مقابلہ میں ہے۔ چنانچہ اوپر التعلیق المغنی کے حوالہ سے امام بیہقی کی عبارت گزر چکی ہے، جس میں انہوں نے مرسل کو موصول کے مقابلہ میں ذکر کیا ہے اور چونکہ ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہمیں بھی شبہ ہے اس لئے ہم نے اس میں (تامل کر) کے فقرے پر اکتفا کی ہے اور کوئی

کوئی فیصلہ نہیں کیا کہ موصول ہے یا مرسل ہے اگر واقعی مرسل ہے تو حافظ صاحب کا اس کو صحیح کہنا اس سے صرف اسناد کی صحت مراد ہوگی اور اگر موصول ہو تو حدیث بلاشک وشبہ صحیح ہوگی لیکن اس حدیث کے معنیٰ میں شبہ ہوگا کہ رکعت سے مراد رکوع ہے یا رکعت ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ رکعت سے مراد رکعت ہی ہے جس کی کئی وجہیں ہیں، اوّل یہ کہ رکعت کو رکوع کے معنیٰ میں لینا تاویل ہے جو کہ بغیر دلیل کے درست نہیں اور بیہقی کی جس روایت میں رکوع کی تصریح ہے اس کی صحت معلوم نہیں نیز اس میں روایت بالمعنی کا احتمال ہے، یعنی ہو سکتا ہے کہ کسی راوی نے رکعت کے معنی رکوع کے سمجھ کر رکعت کی جگہ رکوع کا لفظ بول دیا۔ چنانچہ روایت کا اختلاف بتا رہا ہے اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ابوہریرہؓ کی حدیث جو اسی کے قریب ہے اس میں رکعت بمعنی رکوع لینا صحیح نہیں کیونکہ ابوہریرہؓ اس کے خلاف ہیں۔ پس اس حدیث کا معنیٰ اس کے موافق ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ رکوع میں رکعت ہونے کی نسبت کوئی تسلی بخش دلیل نہیں اور دو فرض (قیام اور سورۃ فاتحہ) چھوٹتے ہیں تو پھر انسان اپنی جان کو خطرے میں کیوں ڈالے۔ ہاں عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ سے رکوع میں رکعت ہونے کی تصریح ہے چنانچہ بیہقی کی عبارت میں گزر چکا ہے مگر صحابہ دونوں طرف ہیں۔ اس لئے فیصلہ مرفوع حدیث سے ہی ہو سکتا ہے۔ نیز عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ سے جہاں رکوع میں رکعت ہونے کی تصریح ہے وہاں ان سے صف کے ورے رکوع کر کے صف میں شامل ہونے کا بھی ذکر ہے، جیسے التعلیق المغنی کے صہ۱۳۲ میں بحوالہ بیہقی ذکر کیا ہے۔ حالانکہ صف کے ورے رکوع کرنا منع ہے۔ ہاں رکوع میں رکعت ہونے کے مسئلہ میں فریقین کو تشدد مناسب نہیں کیوں کہ یہ اختلاف سلف کی حدود میں ہے۔ واللہ الموفق ⁂

عبداللہ امرتسری روپڑی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولوی غلام اللہ کے چیلنج مناظرہ کا انجام

راولپنڈی میں مناظرہ

کیوں نہ ہوا؟

از حافظ عبد الغفور خطیب جامع اہلحدیث جہلم

یہ بات پہلے ہی معلوم تھی کہ لیاقت باغ راولپنڈی میں مناظرہ نہیں ہوگا کیوں کہ (۱) وہاں دفعہ ۱۴۴ نافذ ہے اور (۲) مولوی غلام اللہ نے حکومت سے اجازت بھی حاصل نہ کی — مولوی صاحب مسجد میں آنے کی بجائے لیاقت باغ کا نام بار بار اسی لئے لیتے تھے کہ ان کے پاس مریدوں کو مطمئن کرنے اور مناظرہ سے بچنے کے لئے یہی ایک صورت تھی — مولوی صاحب کا اعلان تھا کہ ۱۷ مارچ ۱۹۶۸ء کو لیاقت باغ راولپنڈی میں مناظرہ ہوگا۔" شیخ الاسلام سلطان المناظرین حضرت العلام مولانا حافظ عبد القادر صاحب روپڑی بفضل خدا ۱۶ مارچ (بروز ہفتہ) راولپنڈی پہنچ ہو گئے اور آپ نے رات کو پورے شہر میں یہ اشتہار تقسیم کروا دیا کہ "میں راولپنڈی آگیا ہوں" اور ۱۷ مارچ بروز اتوار) علی الصبح لیاقت باغ کے بالکل سامنے بیٹھ کر

مولوی صاحب کا انتظار کرتے رہے مگر وہ تشریف نہ لائے۔ کافی انتظار کے بعد یہ اطلاع پہنچی کہ مولوی غلام اللہ صاحب لیاقت باغ کی بجائے چند مولوی صاحبان کے ساتھ کوتوالی چلے گئے ہیں اور حافظ صاحب کا انتظار رہے چنانچہ حافظ صاحب، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب خطیب راولپنڈی علامہ حافظ احسان الٰہی صاحب ظہیر ایڈیٹر "الاعتصام" چوہدری محمد حسین بولا اور راقم الحروف کے ہمراہ وہاں پہنچ گئے اس مجلس میں تقریباً تین گھنٹے سلسلۂ گفتگو جاری رہا اس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ قارئین اصل حالات سے باخبر ہوں اور کسی شخص کو غلط بیانی کا موقع نہ ملے پولیس افسران کی طرف سے پہلا سوال یہ ہوا، کہ چیلنج مناظرہ کا پس منظر کیا ہے؟ اس کے جواب میں طرفین کے مطبوعہ اشتہارات پیش ہوئے اور مولوی غلام اللہ نے مسجد عرفان اہلحدیث پر جو غاصبانہ قبضہ کیا زیر بحث آیا۔ اس کے بعد مولوی غلام اللہ سے سوال ہوا کہ حکومت سے اجازت حاصل کئے بغیر دفعہ ۱۴۴ کی موجودگی میں آپ نے لیاقت باغ میں مناظرہ کا اعلان کیوں کیا؟ —— مولوی صاحب نے بطور معذرت جس رنگ میں اپنی صفائی پیش کی۔ بشرط ضرورت کسی وقت ان کے "ارشادات" منظر عام پر لائے جائیں گے (انشاءاللہ) اس کے بعد افسران نے سوال کیا کہ مناظرہ کا موجودہ سلسلہ کس طرح ختم ہو سکتا ہے؟ —— مولوی غلام اللہ صاحب کی طرف سے ایک مولوی صاحب نے فرمایا کہ حافظ صاحب مدظلہ سے دریافت کیا جائے کہ وہ مناظرہ کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟" اس کے جواب میں حافظ صاحب نے فرمایا چیلنج دینے والے بزرگ یہاں موجود ہیں، کیوں نہ اسی مجلس میں تھوڑی دیر مناظرہ ہو جائے، اگر وہ چیلنج واپس لے چکے ہیں تو اُن کی مرضی"۔ مولوی

غلام اللہ نے فرمایا "ہمارا عقیدہ ہے کہ کوئی سورہ فاتحہ پڑھے نہ پڑھے، دونوں طرح نماز ہو جاتی ہے۔ اگر اہل حدیث بھی یہ تسلیم کرلیں تو ہم خوش ہو سکتے ہیں"۔ اس کے جواب میں حافظ صاحب نے فرمایا "ہمارا عقیدہ فرمان نبوی ؐ کے مطابق ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔

لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ (بخاری شریف)	کہ جو شخص امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

ہم اس فرمان عالی شان کے خلاف ایک حرف زبان پر نہیں لا سکتے۔ اور ہمارا مطالبہ ہے کہ ___ مولوی غلام اللہ اور اُن کے حواری صرف ایک حدیث صحیح مرفوع پیش کردیں، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع فرمایا ہو، ورنہ خلق خدا پر رحم فرمائیں"۔ اس پر مولوی غلام اللہ سخت برہم ہو کر فرمانے لگے :۔ "جو حدیث تم پیش کرتے ہو، وہ جھوٹی ہے، اس کے راوی کذاب ہیں۔ مکحول راوی سخت جھوٹا ہے، اس کے جواب میں حافظ صاحب نے فرمایا۔ میری پیش کردہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ قطع نظر اس سے کہ مکحول پر کوئی جرح ہے یا نہیں، میری پیش کردہ حدیث کی سند میں مکحول نامی کوئی راوی نہیں ہے۔ سخت افسوس ہے کہ مولوی صاحب اس قدر بے خبر ہونے کے باوجود علم حدیث اور محدثین کرام کی شان میں گستاخی کرتے ہیں"۔

اس موقعہ پر مولوی غلام اللہ صاحب کی حالت قابل دید اور لائق رحم تھی۔ یہ مجلس کافی دیر تک جاری رہی، آخر بہت سی بحث و تمحیص کے بعد ایک تحریر پر فریقین کے دستخط لئے گئے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے :۔

ہم فریقین ایک دوسرے کا احترام کرتے ہیں، ہمارے درمیان جو اصولی اور فروعی اختلافات ہیں یا ہوں گے، ہم اُن کو احسن طریق پر، پُرامن فضا

میں حل کریں گے اور حدیث نبوی (امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی) بیان کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ مگر کسی شخص کو نشانہ نہ بنایا جائے۔

مولوی غلام اللہ صاحب اس تحریر پر دستخط کرنے سے انکار فرماتے رہے آخر ڈی۔ایس۔پی صاحب نے فرمایا "دستخط کیجئے یا انکار کیجئے"۔ اس مرحلہ پر فریقین کے دستخط ہو کر یہ مجلس ختم ہوئی۔

مولوی غلام اللہ صاحب اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تشریف لے گئے علمائے اہل حدیث کو ہزارہا افراد خوشی اور مسرت کے نعروں میں اس کامیابی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے قیام گاہ تک لائے اور اسی وقت جامع اہلحدیث موہن پورہ راولپنڈی اجتماع عظیم منعقد ہوا۔

شیخ الاسلام سلطان المناظرین حضرت العلام مولانا حافظ عبدالقادر صاحب اور دیگر علماء نے مختصر خطابات فرمائے، نیز حافظ صاحب کی خدمت میں ھدیۂ تبریک پیش کیا گیا۔

رات کو اسی مقام پر دوبار عظیمُ الشّان اجتماع ہوا۔ مولانا قاضی مقبول احمد نے فاتحہ خلف الامام پر ایمان افروز خطاب فرمایا۔ آخر میں شیخ الاسلام سلطان المناظرین حضرت العلام مولانا حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی مدظلہ، اسی موضوع پر اپنے مخصوص انداز میں خطاب فرمایا اور یہ مطالبہ دُہرایا کہ:

مولوی غلام اللہ یا اُن کے حواری صرف ایک صحیح مرفوع حدیث پیش کر دیں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے سے منع فرمایا تو ہم
فرمان نبویؐ قبول کرتے ہوئے مبلغ دس ہزار روپیہ بطور انعام پیش کرینگے،

اگر وہ ایسا نہ کر سکیں تو ہم سے ہمارے دعویٰ کے مطابق حدیث رسولؐ
دیکھیں یہ مطالبہ قیامت تک جاری رہے گا۔
تعجب ہے کہ مولوی غلام صاحب اور ان کے ہم خیال مولوی صاحبان
حدیث نبویؐ دیکھنے اور دکھانے سے گریز کیوں کرتے ہیں۔
جلسہ ۱ بجے رات نعرہ ہائے تکبیر کی فضا میں دعائے خیر پر ختم ہوا۔
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

کی جانب سے شائع ہو کر مفت تقسیم ہونے والی کتابوں کی ایک جھلک

۱۔ کلمہ طیبہ
۲۔ اتباعِ رسولؐ
۳۔ ہندوستان میں اشاعتِ اسلام
۴۔ شیخ ابن باز کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام
۵۔ حقیقتِ شرک
۶۔ وجود باری تعالیٰ کا علمی ثبوت
۷۔ عقیدۂ توحید
۸۔ اسلامی پردہ
۹۔ اسلامی عقیدہ
۱۰۔ حدیثِ قبور
۱۱۔ تبلیغی نصاب اور قرآنی تعلیمات
۱۲۔ فریضۂ زکوٰۃ اور اسلام
۱۳۔ ہمارا امام
۱۴۔ اصلی اہلِ سنت کون؟
۱۵۔ اصلاحِ عقیدہ
۱۶۔ ثعبان محمدی
۱۷۔ تحفۂ محمدی
۱۸۔ برأتِ محمدی
۱۹۔ تعویذِ محمدی
۲۰۔ رسوم اسلامیہ
۲۱۔ وہم و رسم اور شریعت
۲۲۔ تصوف کے چہرے مختلف ادوار میں
۲۳۔ بدعت اور سنت میں فرق
۲۴۔ مروجہ بدعات و رسوم کی حقیقت
۲۵۔ غور طلب سوالات
۲۶۔ اختلافِ سنت کے اسباب اور ان کا صحیح حل
۲۷۔ فضائلِ عشرۂ ذی الحجہ اور مسائلِ قربانی
۲۸۔ اسلام کی بنیاد
۲۹۔ رمضان المبارک کے فضائل و احکام
۳۰۔ اطاعتِ رسولؐ کی شرعی حیثیت
۳۱۔ محفلِ میلاد
۳۲۔ مسلمان اور قبر پرستی
۳۳۔ مساجد میں شور و غل
۳۴۔ شرعی طلاق
۳۵۔ استنجا اور وضو کے احکام و مسائل
۳۶۔ فوز المرام فی قراۃ فاتحہ خلف الامام
۳۷۔ فلسفہ قربانی با اصول قرآنی
۳۸۔ میں اہلِ حدیث کیوں ہوا۔
۳۹۔ اللہ تعالیٰ کا وجودِ ذی جود
۴۰۔ خمینی اور تشیع
۴۱۔ احسن الجزاء فی تحقیق مسائل العزاء
۴۲۔ حکم النبی بکفر من لا یصلی المعروف بے نماز کا رسالہ
۴۳۔ ازالۃ الاشتباہ عن انوار الانتباہ
۴۴۔ قرآن خوانی اور ایصال ثواب
۴۵۔ ماہ ربیع الاول اور حبِ رسولؐ کے مظاہر
۴۶۔ اہلِ تصوف کی کارستانیاں

ملنے کا پتہ: مکتبہ مسلم، بربرشاہ سری نگر ۱۹۰۰۰۱ کشمیر